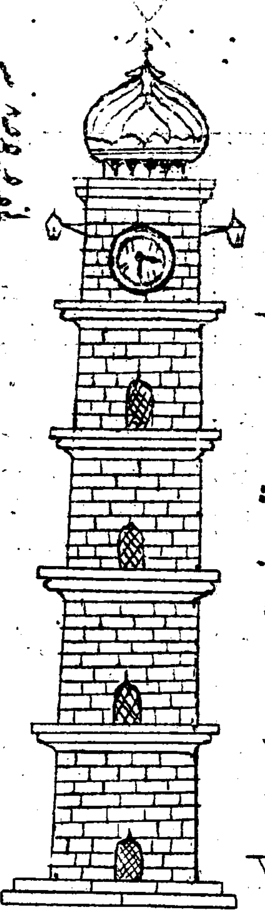
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَةَ



الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۴۶ ۔ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء ۔ ۲۳ رمضان سنہ ۱۳۲۰ ہجری ۔ جلد ۶

کلمات طیبات

حضرۃ امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اللہ تعالیٰ کی شناخت کی یہ زبردست دلیل اور اسکی ہستی پر بڑی بھاری شہادۃ ہے کہ محو و اثبات اسی کے ہاتھ میں ہے

یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ

دیکھو اجرام سماوی کتنے بڑے اور عظیم الشان نظر آتے ہیں اور انکی عظمت کو دیکھکر ہی بعض نادان ان کی پرستش کی طرف جھک پڑے ہیں اور انھوں نے ان میں صفات الٰہیہ کو مان لیا۔ جیسے ہندو یا اور دوسرے بت پرست یا آتش پرست وغیرہ جو سورج کی پوجا کرتے ہیں اور اسکو اپنا معبود سمجھتے ہیں کیا وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ سورج اپنے اختیار سے چڑھتا ہے یا چھپتا ہے؟ ہرگز نہیں اور اگر وہ کہیں بھی تو وہ اس کا کیا ثبوت دے سکتے ہیں وہ ذرا سورج کے سامنے یہ دعا تو کریں کہ ایک دن وہ نہ چڑھے یا دوپہر کو مثلاً چھپ جاوے تاکہ معلوم ہو کہ وہ کوئی اختیار اور ارادہ بھی رکھتا ہے اُس کا ٹھیک وقت پر طلوع اور غروب تو صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس کا اپنا ذاتی کوئی اختیار اور ارادہ نہیں ہے۔

ارادہ کا مالک تب ہی معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو اور کرنیوالے امر کو کرے اور نکرنے والے کو نہ کرے۔

غرض اگر قبولیت دعا نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر بہت سے شکوک پیدا ہو سکتے تھے اور رہتے اور حقیقت میں جو لوگ قبولیت دعا کے قائل نہیں ہیں ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی ہستی کی کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ جو دُعا اور اُسکی قبولیت پر ایمان نہیں لاتا وہ جہنم میں جائے گا۔ وہ خدا ہی کا قائل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شناخت کا یہی طریق ہے کہ اسوقت تک دعا کرتا رہے جب تک خدا اُس کے دل میں یقین نہ بھر دے اور انا الحق کی آواز اُسکو نہ آجاوے۔

اس میں شک نہیں کہ اس مرحلہ کو طے کرنے اور اس مقام تک پہونچنے کے لیے بہت سے مشکلات ہیں اور تکلیفیں ہیں مگر ان سب کا علاج صرف **صبر** ہوتا ہے حافظ نے کیا اچھا کہا ہے شعر

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود ولیک بخون جگر شود

یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دعا سے فیض نہیں اُٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کردے اور استقلال کے ساتھ دعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی اور بدگمانی نہ کرے اُسکو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے یقین کرکر پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے وہ وقت آجائے گا کہ اللہ تعالیٰ

اس کی دعاؤں کو سن لے گا اور اُسے جواب دے گا۔ جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی بد نصیب اور محروم نہیں ہوتے۔ بلکہ یقیناً وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور طاقتیں بیشمار ہیں اُس نے انسانی تکمیل کے لیے دیر تک صبر کا قانون رکھا ہے پس اسکو وہ بدلتا نہیں اور جو چاہتا ہے کہ وہ اس قانون کو اُس کے لیے بدل دے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی کرتا اور بے ادبی کی جرأت کرتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بعض لوگ بے صبری سے کام لیتے ہیں اور مداری کی طرح چاہتے ہیں کہ ایک دم میں سب کام ہو جائیں میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی بے صبری کرے تو بھلا بے صبری سے خدا تعالیٰ کا کیا بگاڑے گا۔ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ بے صبری کر کے دیکھ لے وہ کہاں جائے گا؟

میں ان باتوں کو کبھی نہیں مان سکتا اور درحقیقت یہ جھوٹے قصے اور فرضی کہانیاں ہیں کہ فلاں فقیر نے پھونک مار کر یہ بنا دیا اور وہ کر دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سُنّت اور قرآن شریعت کے خلاف ہے۔ اس لیے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

ہر امر کے فیصلہ کے لیے معیار قرآن ہے دیکھو حضرۃ یعقوب علیہ السلام کا پیارا بیٹا یوسف علیہ السلام جب بھائیوں کی شرارۃ سے اُن سے الگ ہو گیا تو آپ چالیس برس تک اُس کے لیے دعائیں کرتے رہے اگر وہ جلد باز ہوتے تو کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوتا۔ چالیس برس تک دعاؤں میں لگے رہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان رکھا۔ آخر چالیس برس کے بعد وہ دعائیں کھینچ کر یوسف کو لے ہی آئیں اس عرصہ دراز میں بعض ملامت کرنے والوں نے یہ بھی کہا کہ تو یوسف کو بے فائدہ یاد کرتا ہے مگر انھوں نے یہی کہا کہ میں خدا سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ بیشک اُن کو کچھ خبر نہ تھی مگر یہ کہا انی لاجد ریح یوسف پہلے تو اتنا ہی معلوم تھا کہ دعاؤں کا سلسلہ لمبا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اگر دعاؤں سے محروم رکھنا ہوتا تو وہ جلد جواب دیدیتا مگر اس سلسلہ کا لمبا ہونا قبولیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ کریم سائل کو دیر تک بٹھا کر کبھی محروم نہیں کرتا۔ بلکہ بخیل سے بخیل بھی ایسا نہیں کرتا وہ بھی سائل کو اگر زیادہ دیر تک دروازہ پر بٹھائے تو آخر اسکو کچھ نہ کچھ دے ہی دیتا ہے۔ حضرۃ یعقوب علیہ السلام کے دعاؤں کے زمانہ کی درازی پر وابیضت عیناہ قرآن میں خود دلالت کر رہی ہیں غرض دعاؤں کے سلسلہ کے دراز ہونے سے کبھی گھبرانا نہیں چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہر نبی کی تکمیل بھی جدا جدا پیرایوں میں کرتا ہے۔ حضرۃ یعقوبؑ کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے اسی غم میں رکھی تھی۔

مختصر یہ کہ دعا کا یہ اصول ہے جو اسکو نہیں جانتا وہ خطرناک حالت میں پڑتا ہے اور جو اس اصول کو سمجھ لیتا ہے اُس کا انجام اچھا اور مبارک ہوتا ہے اور جو لوگ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ جب اُن کو پکڑتا بھی ہے تو پھر جان لینے ہی کے لیے پکڑتا ہے مگر مومن کے حق میں اُس کی یہ عادۃ نہیں ہے اُن کی تکالیف کا انجام اچھا ہوتا ہے اور انجام کار متقی کے لیے ہی ہے جیسے فرمایا

والعاقبۃ عند ربک للمتقین۔

ان کو جو تکالیف اور مصائب آتے ہیں وہ بھی ان کی ترقیوں کا باعث بنتی ہیں تا کہ ان کو تجربہ ہو جاوے اللہ تعالیٰ پھر ان کے دن پھیر دیتا ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص کے شکنجہ کے دن آتے ہیں اُس پر بہائمی زندگی کا اثر نہیں رہتا اُس پر ایک موت ضرور آجاتی ہے اور خدا شناسی کے بعد وہ لذتیں اور ذوق جو بہائمی سیرت میں معلوم ہوتے تھے نہیں رہتے بلکہ ان میں تلخی اور کدورت و کراہت پیدا ہوتی ہے اور نیکیوں کیطرف توجہ کرنا ایک معمولی عادت ہو جاتی ہے پہلے جو نیکیوں کے کرنے میں طبیعت پر گرانی اور سختی ہوتی تھی وہ نہیں رہتی۔ پس یاد رکھو کہ جب تک نفسانی جوشوں سے ملی ہوئی مرادیں ہوتی ہیں اُسوقت تک خدا ان کو مصلحتاً الگ رکھتا ہے اور جب رجوع کرتا ہے تو پھر وہ حالت نہیں رہتی۔

اس بات کو کبھی مت بھولو کہ دنیا روزے چند آخر کار با خداوند۔ اتنا ہی کام نہیں کہ کھا پی لیا اور بہائم کیطرح زندگی بسر کرلی۔ انسان بہت بڑی ذمہ داریاں لے کر آتا ہے اس لیے آخرۃ کی فکر کرنی چاہیے اور اسکی طیاری ضروری ہے اس طیاری میں جو تکالیف آتی ہیں وہ رنج اور تکلیف کے رنگ میں نہ سمجھو بلکہ اللہ تعالیٰ اُن پر بھیجتا ہے جن کو دونوں بہشتوں کا مزہ چکھانا چاہتا ہے

ولمن خاف مقام ربہ جنتان

مصائب آتے ہیں تا کہ ان عارضی امور کو جو تکلف کے رنگ میں ہوتے ہیں نکال دے مولوی رومی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

سید عبد القادر جیلانی بھی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جب مومن مومن بننا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ اُس پر دکھ اور ابتلا آویں۔ اور وہ یہاں تک آتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو قریب موت سمجھتا ہے اور پھر جب اس حالت تک پہنچ جاتا ہے تو رحمت الٰہیہ کا جوش ہوتا ہے تو

قلنا یا نار کونی بردا و سلما

کا حکم ہوتا ہے

اصل اور آخری بات یہی ہے۔ مگر نہ شنیدہ کہ

خدا داری چہ غم داری

حکیم الامۃ کا وعظ سورہ جمعہ پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

غرض یہ حالت اس وقت اسلام کی ہو کر اور پھر کہا جاتا ہے کہ **مزکی** کی ضرورۃ نہیں رہی قرآن موجود ہے میں پوچھتا ہوں اگر قرآن ہی کی ضرورۃ تھی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن شریف کے آنے کی کیا حاجت تھی۔ کسی درخت کے ساتھ لٹکا لٹکایا ملجاتا؟ اور قرآن شریف خود کیوں یہ قید لگاتا ہے **و یعلمهم الکتاب و یزکیهم** وغیرہ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ **معلم** کے اور **مزکی** کے بدون قرآن شریف جیسے آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت غیر مفید ہوتا آج بھی غیر مفید ہوتا۔

خدا تعالیٰ نے ہمیشہ سے یہ طریق پسند فرمایا ہے کہ وہ انبیاء و مرسلین کے ذریعہ ہدایت بھیجتا ہے یہ کبھی نہیں ہوا کہ ہدایت تو آجاوے مگر انبیاء و مرسلین نہ آئے ہوں +

پس اسوقت جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اور مختلف پہلوؤں سے میں نے دکھایا ہے ضرورتیں داعی ہو رہی ہیں کہ ایک **مزکی** اور مطہر انسان جو قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرکے اس ہدایت کو لوگوں تک پہنچاوے جو قرآن شریف میں موجود ہے۔ یہ کام اسکا ہے کہ وہ ہدایت کی اشاعت کرے۔

جب یہ ضرورۃ ثابت ہے تو پھر اس امر کا پتہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں ہو سکتا کہ وہ مزکی آیا ہے یا نہیں؟ میں کہتا ہوں کہ وہ **مزکی آگیا** اب اس کی صداقت کا جانچنا باقی رہتا ہے اس کے لیے قرآن شریف اور منہاج نبوۃ کامل معیار ہے اس سے دیکھاو اس کی سچائی خود بخود کھل جاوے گی۔ اور عقلی دلائل۔ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ اور تائیدات سماوی سے شناخت کرلو۔

کسوف و خسوف کا کس قدر عظیم الشان نشان موجود تھا مگر دیکھنے والوں میں سے سب نے فائدہ اٹھایا؟ ہرگز نہیں۔ اس کے پورا ہونے سے پہلے تو اسے صحیح قرار دیتے تھے جب وہ پورا ہوگیا تو روایت کی صحت میں شبہ کرنا شروع کردیا۔

حقیقت میں جب انسان تعصب اور ضد سے کام لیتا ہے اور ایک بات ماننی نہیں چاہتا تو اس کی بہت سی توجیہیں نکالتا ہے اور اپنے خیال کے موافق عذرات تراش لیتا چونکہ انسان کی قوتیں دن بدن آگے بڑھتی ہیں اس لیے وہ خیالات اور ترقی کرتے جاتے ہیں۔ دیکھو میں کل جس عمر کا تھا آج اس سے ایکدن بڑا ہوں + اسی طرح دیکھلو پچھلا حصہ زندگانی پر جسقدر غور کروگے اور جتنا پیچھے جاؤ گے اسی قدر مجھ میں نمایاں فرق نظر آوے گا کہ کمزوری بڑھتی گئی ہے دیکھو پہلے بول نہ سکتا تھا پھر بولنے لگا۔ اور اپنی مادری زبان میں کلام کرنے لگا۔ پھر یہاں تک ترقی کی کہ اردو بولنے لگا۔ اور پھر بوجہ [illegible] اسمیں بھی ترقی کی یہاں تک کہ اب اپنی زبان میں مسلسل دو چار فقرے بھی ادا نہیں کرسکتا۔ ایک بار حضرۃ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے پنجابی زبان میں وعظ کرنے کا حکم دیا میں دو چار فقروں کے بعد ہی پھر اردو بولنے لگا۔

اسی طرح دیکھلو کہ ہر صورت میں انسان ترقی کرتا ہے بچپن کے زمانہ میں جو کپڑے کام آتے تھے اور خوبصورت اور ٹھیک موزون تھے آج میں انکو نہیں پہن سکتا + یہی نہیں کہ وہ میرے بدن پر نہیں آسکیں گے بلکہ بہت ہی برے ہو لگے۔

جہانتک غور کرتے جاؤ انسان ترقی کرتا جاتا ہے + اسی اصول کے موافق وہ نیکیوں اور بدیوں میں بھی ترقی کرتا ہے اور رسم و رواج لباس وغیرہ امور میں ترقی ہوتی رہتی ہے ایک زمانہ تھا کہ مردوں کے پاجامے گلبدن کے ہوتے تھے اور وہ دوہری پگڑیاں پہنا کرتے تھے اور بھدی سی تلواریں ہوتی تھیں اور کچھ بدنما ڈھالیں۔ مگر آج دیکھو کہ وہ طرز لباس ہی نہیں رہا۔ ان تلواروں اور ڈھالوں کی ضرورۃ ہی نہیں رہی اب اس قسم کی توپیں اور بندوقیں آئے دن ایجاد ہو رہی ہیں کہ دشمن اپنے ہی مقام پر ہلاک کردیا جاتا ہے تو اسے خبر ہوتی ہے۔

فنون حرب میں اسقدر ترقی ہوئی ہے کہ کچھ کہا نہیں جاتا۔ میری غرض اسوقت زمانہ کی ایجادات اور فنون کی ترقیوں پر لیکچر دینا نہیں ہے بلکہ میں اس اصل کو تمھارے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ انسان ترقی کرتا ہے اور وہ جس حالت میں ہو اس میں رہ نہیں سکتا + غرض پھر اس حکومت کے دور دورہ میں جہاں اور ترقیاں ہوئیں۔ لباس میں بھی ترقی ہونے لگی۔ پرانی وضع کی پگڑیوں کے بجائے پگڑیوں کا طور بدلا۔ ٹوپیوں کا رواج شروع ہوا + بال رکھتے تھے یہ سوچا کہ سر دھونے کی تکلیف ہوتی ہے بال چھوٹے کیے جاویں۔ بالوں پر اثر پڑا۔ پھر داڑھیوں کی صفائی شروع ہوئی۔ پھر جوتہ کیطرف دیکھا کہ پرانی وضع کی جوتے بھدے اور بدنما ہیں اس لیے انہیں ترمیم کرنی چاہیے اور اس قسم کے ہونے چاہییں جیسا کہ پاؤں کا نمونہ نیچر نے رکھا ہے۔ پس بوٹ کیطرف توجہ ہوئی اور فرغل جبہ کے بجائے کوٹ نکلے۔ یہاں تک تو خیر تھی۔ لباس سے آگے اثر شروع ہوا۔ ایک تو بندہ گذار کو نماز بھی چھوڑنی پڑی کیونکہ نماز پڑھنے میں ایک قیمتی پوشاک خراب ہوتی ہے۔ وضو کرنے سے کالر اور نکٹائی وغیرہ کا ستیاناس ہوتا ہے اور کفیں خراب ہوجاتی ہیں۔ یہ انسان کی ترقی کی ایک بات ہے اور یہی معنے ہیں میری نظر میں

من تشبه بقوم فهو منهم

موجودہ زمانہ میں یہی اثر ہوا ہے۔ قوم کی حالت اسی طرح بگڑی ہے بعض کو فلسفہ نے تباہ کردیا ہے۔ بعض اور مشکلات اور حالتوں میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے۔ میری طبیعت فلسفہ کو پسند کرتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے قرآن جیسا اکبر فلسفہ دیا ہے اور پھر ایک اپنا امام مجھے عطا کیا ہے کہ جس کی قوۃ قدسی اور تاثیر صحبت سے

یہ فلسفہ مجھے بہت ہی عزیز ہے اور کامل تر فلسفہ ملا۔

مینے دیکھا ہے کہ آج کل کے نوجوان جو انگریزی فلسفہ کی چند کتابیں پڑھتے ہیں جسپر بجلے خود بیسیوں نہیں سیکڑوں اعتراض ہیں بڑے فخر سے مل۔ سپنسر کے نام لیتے ہیں اور ناز کرتے ہیں کہ پلیٹو نے فلسفہ میں یہ لکھا ہے اور نیتشا عورت نے یہ کہا ہے۔ ان باتوں نے ان پر کچھ ایسا اثر کیا ہے کہ اب وہ مذہب پر ہنسی کرتے ہیں اور اسکو ٹھٹھے میں اڑاتے ہیں۔ مذہب کی حالت تو یوں بدتر ہوئی۔ پھر سوسائٹی کیطرف دیکھو۔ ادنی سے اعلی تک کو مینے دیکھا ہے جب ان سے کوئی بات پوچھو تو انکے نزدیک گویا حرام ہے کسی مسلمان کا نام لینا وہ سوسائٹی کے اصولوں کو بیان کرتے ہوئے بڑے خوش ہوتے ہیں اور انگریزوں کے نام لیتے ہیں۔ اور ان کی کتابوں کے حوالے دینے لگتے ہیں۔

مختصر یہ کہ دنیا الگ معبود ہو رہی ہے حکومت کیطرف سے جو اثر ہو رہا ہے وہ ظاہر ہے۔ بچے یوں مبتلا ہیں۔ مدارس میں مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں اور مسلمان کر نہیں سکتے گورنمنٹ برداشت نہیں کر سکتی کہ ہر مذہب کے معلم مدرسوں میں اپنی گرہ سے قائم کرے کیونکہ مذہبی تعلیم دینا خود مسلمانوں کا اپنا فرض ہے + اور اصل تو یہ ہے کہ خود مسلمانوں کی حالت ایسی ہے کہ جہاں جہاں انھوں نے بظاہر دینی تعلیم کا انتظام کیا بھی ہے وہاں بھی یہ حالت ہے کہ دینی تعلیم اصل مقصد نہیں بلکہ دنیوی علوم کے ساتھ برائے نام ایسا رکھا گیا ہے۔

میں اپنے یہاں دیکھتا ہوں دوسرے مدرسوں کی نسبت یہاں دینیات کیطرف توجہ ہے مگر مینے دیکھا ہے کہ لڑکے مسجد میں بھی انگریزی کتابوں کے سبق یاد کرتے رہتے ہیں مجھے تعجب ہی ہوا ہے عربی اور قرآن شریف کی طرف وہ توجہ نہیں پاتا ہوں جو انگریزی اور اس کے لوازمات کی طرف ہے۔

غفلت جس قدر مسلمانوں پر سایہ کیے ہوئے ہے اس کا تو ذکر ہی نہ پوچھو۔ اعمال میں یہ حالت ہے کہ گھر میں تو اِنَّا اَعْطَیْنَا بھی گراں گذرتی ہے۔ لیکن اگر امام ہوں تو پھر سورہ بقرہ بھی کافی نہیں حدود اللہ میں یہ غفلت ہے کہ اپنی ہی سستی اور کمزوری سے تمام حدود اٹھ گئی ہیں کسیکو جھوٹھ یا چوری یا دوسری خلاف ورزیوں کی سزا نہیں ملتی ہے۔

ان باتوں کا اگر ذکر نہ بھی کریں اور مختصر الفاظ میں کہیں تو یہ ہے کہ مذہب سے ناواقفی ہو گئی ہے۔ مہذب جماعت نے مذہب کا ذکر ہی خلاف تہذیب سمجھ رکھا ہے مذہبی مباحثوں کو وہ اس قدر نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس کی کچھ حد ہی نہیں ان کی مجلس میں اگر اسلام یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا قرآن شریف کی نسبت سخت الفاظ میں حملے کیے جائیں تو ان کو سنکر خاموش ہو رہنا اور کسی قسم کا جواب نہ دینا فراخ حوصلگی اور مرنجاں و مرنج کا ثبوت ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ مذہب کا تعلق صرف دل سے ہے زبان سے یا اعمال سے یا مال سے اس کا کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔

جہاں تک نظر دوڑاؤ مخلوق کو عجیب حالت میں مبتلا پاؤگے۔ باوجود اس حالت کے آزادی یہاں تک ہے کہ شاکت مذہب کے متعلق تک بھی کتابیں شائع ہو گئی ہیں اور گپت پر کاش کے نام سے ان کے حالات ظاہر ہو گئے ہیں۔ کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اسوقت دنیا میں موجود ہو اور اس کے عقائد اور متعلقات پبلک کے سامنے نہ آئے ہوں۔

جب یہ حالت ہے تو پھر میں مسلمانوں سے خطاب کرکے پوچھتا ہوں کہ

لیظھرہ علی الدین کلہ

کا وقت کب آئے گا۔ اور علامات اور واقعات سے اگر تم استدلال نہیں کرتے تو مجھے اس کا جواب دو کہ مذاہب مختلفہ کا ظہور تو اب ہو چکا ہے وہ رسول اس وقت کہاں ہے جسنے اسلام کو جمیع ملل پر غالب کرکے دکھانا ہے۔

الغرض انسان کی اپنی ضرورتیں۔ پس و پیش کی ضرورتیں۔ اعمال کا مقابلہ عقل اور فطرۃ کے ساتھ۔ عقلاء کی گواہیاں۔ راست بازوں کی گواہیاں اپنے نفس کی گواہیاں موجودہ ضروریات کیا کافی نہیں۔ یہ ثابت کرنے کے واسطے کہ یہ زمانہ امام کا زمانہ ہے۔

بے شک یہ ساری شہادتیں کافی ہیں کہ یہ امام کا زمانہ ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ کوئی درخت جڑ کے سوا کوئی کام ایک تخم کے سوا نہیں چلتا آخر خدا ہی کا فضل ہوا۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ

واللہ ذوالفضل

العظیم

باقی آیندہ

ایک ہفتہ کی رخصت

اللہ تعالے کا بے انتہا شکر ہے کہ محض اسی کے فضل سے الحکم کی چھٹی جلد اس نمبر کے ساتھ ہی ختم ہوتی ہے خاکسار ایڈیٹر اپنے سرپرستوں کے لیے دعا کرتا ہے کہ خدا انکو جزائے خیر دے جنکی ہمدردی اور اعانت سے وہ اس سال کے اخیر تک قوم کی خدمت بذریعہ الحکم کرتا رہا + پورے سال کی لگاتار خدمت کے بعد معمول کے موافق اپنے فیاض ناظرین سے ایک ہفتہ کی رخصت چاہتا ہے اور اسی نمبر کے ساتھ ۱۹۰۲ء کو ختم کرتا ہے ۳۱ دسمبر کا اخبار شائع نہ ہوگا اب ۱۹۰۳ء کا پہلا نمبر انشاء اللہ تعالے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو شائع ہوگا۔ اللہ تعالے اسے توفیق دے کہ وہ آیندہ قوم کیلیے

عید آگئی

اظہار مروت کا وقت آیا

سیالکوٹ کی معزز اور مقتدر جماعت کی یہ پاک تحریک ہمیشہ اس کی نیکیوں میں ازدیاد ثواب کا باعث رہیگی جو **مدرسہ تعلیم الاسلام** کی امداد کے لیئے اس نے عملی طور پر دو سال ہوئے پیش کی تھی کہ ہر فرد **احمدی جماعت** کا عید کے دن **ایک روپیہ** مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لیئے دے۔ اہل ثروت حسب استطاعت اس سے زیادہ اور کم استطاعت اس سے کم بھی دے سکتے ہیں۔ اب چونکہ عید قریب آگئی ہے اور الحکم کا اس سال کا یہ آخری نمبر ہے اسلیئے ہم تمام **احمدی قوم** کو یاد دلاتے ہیں کہ وہ اس تقریب پر حسب معمول اپنی قوم کے خادم مدرسہ تعلیم الاسلام کو نہ بھولیں اور **عید فنڈ** کے بہم پہونچانے میں پوری کوشش کریں اگر ہمارے ممبران قوم کا اس وقت ہر ایک کس بھی دے تو **۲۵ ہزار** سے زیادہ روپیہ جمع ہو سکتا ہے بحالیکہ اکثر ایسے بھی ہیں جو کئی کئی روپے دیا کرتے ہیں۔ بہر حال دینی ضروریات سے آگاہ قوم کو اسی قدر یاد دہانی کافی ہے۔

کل روپیہ جناب خانصاحب نواب محمد علی خانصاحب ڈائرکٹر مدرسہ کے نام آنا چاہیے

اور کوپن منی آرڈر پر عید فنڈ لکھا جاوے اگر بذریعہ خط بھی بھیجا جاوے تو اس کی تفصیل الگ ہو۔

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریریں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح علیہ السلام

چنانکہ خدا تعالیٰ عیسیٰ را بلا پدر پیدا کرد محض از عنایت خود بوجود آورد ہمچناں آں سرور کائنات از قوم بت پرستاں کہ در ایشاں کتابے نبی نہ شدہ بود ظہور فرمودند۔ و آں نتیجے کہ در وقت تصدیق مسیح بلا پدر مے آید ہماں نتیجہ درین ست کہ آں نبی را از قومے کہ کتابے در ایشاں نبی نشدہ بود افضل انبیا کرد این ہماں ست کہ در کتاب دانیال آمد کہ سنگی بلا وسیلہ دستہا تراشیدہ شد۔

توریت۔ انجیل۔ قرآن

و اگر تناقضے و تدافعے فیما بین انجیل و قرآن مفہوم گردد منافی حکمت بالغہ ایزدی نیست چہ در توریت بنا شریعت نہادہ اند و در انجیل دیوارہا بر کشیدہ و کلام مجید سقف انداز ایں خانہ ست پس ایں ہمہ اختلاف احوال و تنوع اوضاع ضروری ست تا ایں خانہ نبوۃ بکمال خود برسد مثال آفتاب کہ اول بافق می آید باز طلوع میکند و ہر کس تواند دید و باز جہان روشن می گردد کہ ہیچکس تاب دیدنش ندارد۔

شرک

بپرہیز ز آفاقی و انفسی
کہ شرک ست ظلم عظیم ای نفسی

اصل گناہ شرک ہے اور جو کوئی شرک سے یعنی مال اور رزق اور علم اور عقل اور اعمال اور نفس اور بت اور شیطان اور دوسرے معبودوں سے بیزار ہو کر صرف خدا ہی کو اپنا خدا جانے اور اُسی کے فضل کا منتظر رہے تو وہ بیشک رستگار ہو کر جنت میں جائیگا۔ لیکن وہ آدمی کہ ان شرکوں میں سے کسی شرک میں گرفتار ہے تو زندان سقر میں محجوب ہوگا اور مکروہ لباس میں رہیگا یہاں تک کہ اس پر فضل ہو۔ اب یہ مقام بڑا نازک اور نہایت دقیق اور لغزش کی جگہ ہے اور بعض جو رستگار ہوتے ہیں اسیئے کہ جو مقامات کے واسطے دفع اس شرک وارد ہیں اول سورہ فاتحہ میں۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین تجھ ہی کی پرستش کرتے ہیں اور پرستش اور تقرب میں مدد بھی تجھ ہی سے مانگتے ہیں اس اعتقاد سے وہ سب شرک جاتے رہے **اھدنا الصراط المستقیم** تو آپ ہمکو سیدھا راستہ بتلا **صراط الذین انعمت علیہم** اُن کا راستہ جن پر تیرا فضل ہوا **غیر المغضوب علیہم ولا الضالین** اور بچا ہمکو اُن کے راستہ سے جن پر تیرا غضب ہوا اور اُن سے جو راہ راست پر قائم نہیں رہے۔ پھر ایک دوسری آیت میں وارد ہے **الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی۔** سب حمد اس خدا تعالیٰ کے لیئے جسنے ہمکو دار السلام کی ہدایت دی ہم کیا چیز تھے جو خود بخود یہاں تک پہونچتے اگر وہ ہدایت نہ دیتا۔ **قد افلح من زکہا وقد خاب من دسہا۔** اور دانائوں پر ظاہر ہے کہ غرض سب احکام یہ ہے کہ تا آدمی ہر طرح کے شرک سے دور ہو کر صرف مع اللہ ہو جاوے پس جبکہ ہم کو کلام اللہ منزل مقصود تک پہونچاتا ہے تو پھر ہم انجیل کے ناقص احکام کو کیا کریں اور کہاں تک الہیں اور خدا کی عالی تعلیم کے سامنے وہ نکمی باتیں کس مرض کی دوا ہیں۔ حالانکہ وے بھی خدا کے کلام سے باہر نہیں لیکن ان کا رتبہ فروتر ہے اور عالی تعلیم ہے جو اوپر ذکر کی گئی اور صرف کلام مجید کے ذریعہ ظہور میں آئی۔ اگر ایسی تعلیم اور ایسی وضع سے انجیل میں ہوتی تو عیسائی لوگ شرک میں گرفتار نہ ہوتے۔ اور ہم نے بیسیوں دفعہ بڑے اخلاص سے غور کر کے انجیل دیکھی ہے پر نام و نشان نہیں پایا۔ پس چاہیئے کہ تمام غور سے اس بحث کو دیکھیں کیونکہ اگر سچ مچ خدا کی عالی تعلیم یہی ہے تو اور بحث کی کیا حاجت رہی۔

اصلاح حسب منشا کھلی چٹھی

مولوی ثناء اللہ صاحب

چونکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ کفن وغیرہ کی آمدنی جو اس ملک میں اکثر ملاؤں کو ہوا کرتی ہے کبھی انکو اس سے تعلق نہیں ہوا اور وہ اپنی تجارت سے گذارہ کرتے ہیں اس لئے ہمیں انکی ان ذاتیات سے بحث نہیں اور ہم قبول کرتے ہیں کہ ایسا ہی ہوگا یہ قول محض اس بنا پر تھا کہ ہمارے ملک میں اکثر ملا ایسے پائے جاتے ہیں کہ مسجدوں سے تعلق رکھتے اور پیشہ غسل اموات وجنازہ رکھتے ہیں اور اس کی آمدنی لیتے ہیں اب جب کہ وہ ظاہر کرتے ہیں کہ میں ان میں سے نہیں ہوں سو ہم اپنی اس قدر تحریر کے اس اشتہار سے اصلاح کر دیتے ہیں اور درحقیقت ہماری غرض اول سے الزام نہیں ہے کیونکہ صدہا ملا اس ملک میں ایسے پائے جاتے ہیں کہ یہ خدمت غسل اموات وجنازہ اپنے ذمہ لے لیتے ہیں انکو بھی ہم برا نہیں کہتے کہ قدیم سے یہ کام چلا آتا ہے کوئی ان کو برا نہیں کہہ سکتا وہ سب اپنی اپنی جگہ پر عزت رکھتے ہیں۔

المشتہر مرزا غلام احمد قادیان

۲۰ دسمبر ۱۹۰۲ء

خدمت اسلام کی درخواست

علمائے اسلام اور صوفیائے کرام

کی خدمت میں

چند اردو اخبارات میں مندرجہ بالا عنوان کے نیچے خلیل احمد ایم۔ اے عنبو امراتلا لین کلکتہ کا ایک مضمون شایع ہوا ہے ہم اسے ذیل میں درج کرتے ہیں اور جو مضامین اس کے جواب میں شایع ہونگے انکو بھی انشاء اللہ درج کرینگے اگر ہمارے مکرم مخدوم ایڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز بھی اس پر توجہ کریں تو غالباً ایک مفید نتیجہ پیدا ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ **ایڈیٹر**

ہادیان دین ! چند روز ہوئے ولایت کی ڈاک میں میرے پاس ایک خط پہونچا۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ ملک نسہ واقع فرنگستان سے کاؤنٹ ہنری کوڈن ہوف صاحب۔ ایل۔ ایل ڈی نے لکھا ہے۔ یہ صاحب ملک آسٹریا کے ایک امیر کبیر ہیں۔ دولت دنیا کے علاوہ دولت علم سے بھی خدا نے ان کو مالا مال فرمایا ہے۔ یہانتک کہ ان کو ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگری حاصل ہے۔ یورپین زبانوں کے علاوہ مختلف السنہ مشرقیہ مثلاً عربی فارسی ترکی وغیرہ کے بھی عالم ہیں۔ مختلف ادیان ومذاہب فلسفہ اور تصوف کی تحقیقات کا انکو خاص شوق ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص اتنے علوم سے بہرہ مند ہو وہ ایک سے زیادہ ڈیڑہ یا پونے دو خداؤں کا بھی کیونکر قایل ہو سکتا ہے ؟ چہ جائیکہ پورے تین خداؤں پر ایمان لائے نتیجہ یہ ہے کہ یورپ کے اور اہل علم کیطرح یہ بھی دین مسیحی سے بدظن ہیں اور پادریوں کو قائل کرنے پر کمر ہمت باندہ لی ہے۔ اس غرض سے اونہوں نے بالفعل ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا ہے اور عیسائیت کے مقابلے میں دین اسلام کو پیش کرنے کے خواہان ہیں جس میں وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جن باتوں پر پادریوں کو غرور ہے وہی باتیں اسلام میں بدرجہا زیادہ موجود ہیں یعنی مسیحی کو کوئی خاص شرف حاصل نہیں ہے۔ لہذا میں آپ حضرات کی خدمت ان کا اصلی خط ہی پیش کر دوں تو بہتر ہوگا۔ تاکہ آپ کو صحیح اندازہ کرنے کا زیادہ موقع ملے۔ خط تو انگریزی میں ہے۔ مگر اس کا ترجمہ حاضر ہے :۔

جناب من ! آپ مجھے معاف کیجئیگا کہ آپ سے ذاتی واقفیت اور ملاقات کا شرف نہ حاصل ہونے پر بھی میں نے آپ کو خط لکھنے کی جرات کی ہے لیکن مشرق کے مختلف ادیان ومذاہب فلسفہ اور تصوف سے جو مجھے ایک خاص دلچسپی ہے اور نیز یہ امر کہ مندرجہ ذیل مضمون پر میں ایک کتاب شایع کرنا چاہتا ہوں مجھکو یہ درخواست کرنے پر جرات دلاتا ہے کہ مہربانی کرکے اس مضمون کے متعلق آپ مجھے ضروری اطلاعیں دیں۔ اس کتاب کی تصنیف سے مندرجہ ذیل تین قولوں کی تردید منظور ہے جو ہمیشہ پادریوں کا ورد زبان ہیں

(۱) کسی کے ساتھ دل سے نیکی کرنا۔ سچی عصمت پاک زندگی بسر کرنا۔ دین کے لئے قصداً فلاکت میں زندگی بسر کرنا۔ صرف دین مسیحی میں رہکر ممکن ہے۔

(۲) تمام فوق العادت واقعات مثلاً مردوں کا زندوں کی صورت میں نمودار ہونا۔ لاعلاج امراض کا کسی بزرگ کے واسطے سے بے علاج اچھا ہو جانا۔ بزرگوں کا حاجتیں بر لانا۔ درگاہوں اور مزاروں پر مرادوں کا پورا ہونا۔ بہوت اور جن کو اتارنا۔ اور تمام معجزات اور کرامات جو دین مسیحی کے سوا کسی اور مذہب کو برحق ثابت کرنے کی غرض سے دکہائی گئی ہیں وہ شیاطین اور ارواح خبیثہ کے ذریعہ سے عمل میں آئے ہیں

(۳) دین مسیحی کے سوا کسی اور مذہب کے پیرؤوں سے کبھی ایسا نہ ہو سکا کہ ہزاروں عقوبتیں سہی ہوں۔ سزائیں بھگتی ہوں یہانتک کہ جانیں دی ہوں مگر اپنے مذہب سے نہ پھر ہوں۔

جو کتاب میں شایع کرنیوالا ہوں اس میں انہی تین دعووں کی تردید ہوگی میں یہ دکہلانا چاہتا ہوں کہ یہ مقولے سراسر غلط ہیں۔ مجھکو اس مسئلہ سے کوئی بحث نہ ہوگی کہ خرق عادت فی نفسہ ممکن ہے یا غیر ممکن یا معجزات کی ہیئت اور حقیقت کیا ہے مجھکو صرف یہ دکہانا ہے کہ جن واقعات کے زور پر علماء مسیحی ایسے دعوے کرتے ہیں وہ اور مذاہب میں بھی موجود ہیں عیسائیت کو کوئی خاص شرف حاصل نہیں ہے آپ کا بڑا احسان ہوگا اگر آپ مستند اسلامی تصانیف سے مجھکو ان باتوں کی خبر دیں اور خصوصاً اولیاء کرام۔ اقطاب۔ زہاد عباد صالحین۔ سالکین۔ فقرا۔ اور درویشوں کی سوانح۔ کرامت۔ آیت۔ علامت مغفرت استدراج۔ دعوت۔ اسراج وغیرہ کا پتہ چلائیں اور تارک الدنیا فقرا اور شہداء اسلام زمانہ قدیم اور خصوصاً زمانہ حال کا ذکر کریں اور یہ بھی لکھیں کہ بزرگان دین کی سوانح میں کہیں اسبات کا بھی ذکر ہے کہ کفار کو مسلمان کرنے کے لئے یا عموماً دین کے استحکام کی غرض سے کسی بزرگ نے پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت پاک دکہادی ہو

دارالامان کا ہفتہ

۱ - موسم کی خشکی اور سردی میں شدت کا رنگ پیدا ہو گیا ہے۔ خصوصاً دو تین روز سے سردی زیادہ چمک گئی ہے۔

۲ - اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر طرح تندرست ہیں آپ ایک عربی تصنیف میں مصروف ہیں۔

۳ - مولوی صاحبان بھی خدا کے فضل سے بخیر ہیں۔

۴ - جناب خواجہ کمال الدین سلسلہ عالیہ کے مشہور پلیڈر آجکل معتکف ہیں۔ آپکے ساتھ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب اور میاں عبد الخالق امرتسری اور بعض دوسرے احباب بھی معتکف ہیں۔

۵ - مدرسہ تعلیم الاسلام سالانہ امتحان کے بعد معمولی رخصتوں کے ساتھ کارونیشن کی تقریب پر تعطیلات کو مل ملا کر ایک ماہ کے لئے بند کیا گیا ہے۔

۶ - نزول المسیح چھپ رہا ہے ابھی نہیں کہہ سکتے کہ کب تک شایع ہو۔

ہمارا مقدمہ

غالباً ناظرین منتظر ہوں گے کہ ہم انکو اس مقدمہ کے کسقدر کوائف سے اطلاع دیں جسکا ذکر الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے اس لئے مختصراً کچھ ظاہر کر دیتے ہیں۔

ہمارا پہلا مقدمہ ناظرین کو معلوم ہے کہ سیف چشتیائی کے متعلق ۱۷ - دسمبر ۱۹۰۲ء کے الحکم میں بعض خطوط کی بنا پر جو مولوی کرم الدین ساکن بھیں اور ان کے شاگرد میاں شہاب الدین کی طرف سے ہو کر یہاں میں پہنچتے تھے ایک مضمون لکھا گیا تھا۔ اسپر مخالف فریق میں بہت کچھ کھلبلی مچی اور مولوی کرم الدین نے اپنی برأت و صفائی کے لئے سراج الاخبار جہلم میں ایک مضمون شایع کر دیا جس کا منشا اور مفہوم یہ تھا کہ مولوی مذکور نے ان خطوط کے بھیجنے کے متعلق جسقدر کارروائی کی ہے وہ ایک فریب اور دہوکہ تھا۔ اسپر حکیم فضل الدین صاحب مالک و مہتمم ضیاء الاسلام قادیان نے اپنے قانونی حقوق سے فائدہ اٹھا کر بذریعہ عدالت چارہ جوئی کی اور مولوی کرم الدین صاحب پر زیر دفعہ ۴۱۷ ایک نالش کر دی جس میں ذاتی حاضری مولوی صاحب موصوف کے نام جاری ہو گیا مگر صرف سراج الاخبار کے ایڈیٹر پر بحیثیت گواہ سمن کی تعمیل ہوئی باقیوں کی تعمیل نہیں ہوئی۔ پیر مہر شاہ صاحب بعذر بیماری حاضر نہ ہوسکے انہوں نے لکھا کہ میں اسقدر بیمار ہوں کہ چارپائی سے نہیں اٹھ سکتا۔ اور مکرر سمن اور وارنٹ گواہوں اور مستغاث علیہ کے نام جاری ہوئے اور تاریخ مقدمہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی۔

مولوی فقیر محمد گواہ نے پیش ہو کر وہ اصل کاغذات حوالہ عدالت کر دیئے جو اس نے اپنے اخبار میں چھاپے تھے۔ اور اپنے خرچہ کی کمی کا عذر کیا عدالت نے مبلغ پانچ روپیہ خرچہ انکو دلا دیا اور وہ تشریف لے گئے۔

ہمیر مقدمہ اب فریق مخالف کی کیفیت سنئے ناظرین بخوبی آگاہ ہیں کہ بالمقابل نالش آجکل کے زمانہ کی ایک سنت ہو گئی ہے جب جہلم میں یہ خبر پہنچ گئی کہ نالش ہوئی ہے مولوی کرم الدین صاحب نے بھی دو استغاثہ زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ وغیرہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود اور ایڈیٹر الحکم حکیم فضل الدین صاحب اور مولوی عبد اللہ کشمیری پر دائر کر دی اور وارنٹ ضمانتی وہاں کی عدالت سے جاری ہو کر ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء تاریخ پہلی پیشی مقرر ہوئی۔

ہمارا دوسرا مقدمہ سراج الاخبار جہلم میں جو خطوط مولوی کرم الدین کی طرف سے شایع ہوئے تھے وہ چونکہ ایڈیٹر الحکم کی حیثیت عرفی کے مزیل تھے الحکم کی عزت و وقعت کے لحاظ سے ہم نے قرین مصلحت سمجھا کہ عدالت سے مددلیں اور ان مضامین کے متعلق جو قانونی حقوق ہم نے محفوظ رکھے تھے ان سے استفادہ کرنا چاہا۔ چنانچہ گورداسپور میں مولوی کرم الدین اور مولوی فقیر محمد ایڈیٹر و مالک سراج الاخبار جہلم پر ایڈیٹر الحکم کی طرف سے زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ وغیرہ استغاثہ دائر کیا گیا جس میں وارنٹ ضمانتی پانچ پانچ سو روپیہ مولوی کرم الدین اور مولوی فقیر محمد کے نام جاری ہو گئے ہیں اور تاریخ پیشی ۲۱ - جنوری ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی۔

باقی حالات مقدمہ سے ہم ناظرین کو وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہیں گے ہمکو کوئی ضرورت نہ تھی کہ ان حالات کو درج کرتے لیکن جبکہ دوسرے اخباروں میں یہ خبر شایع ہو گئی ہے جس سے ہمارے سرپرستوں اور بہی خواہوں کو تشویش میں ڈالا گیا ہے اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اصل حالات سے اطلاع دیجائے۔

گورداسپور سے فارغ ہو کر خواجہ صاحب جہلم بغرض معائنہ تشریف لے گئے اور ساتھ ہی مناسب کارروائی کے بعد یہ حکم بھی لے آئے کہ اعلیٰ حضرت کا وارنٹ بلا تعمیل واپس آجائے چنانچہ یہ روبکار قبل از تعمیل وارنٹ پہنچ گئی۔

حادثہ ملکوال کے متعلق

گورنمنٹ پنجاب نے مندرجہ ذیل اطلاع بغرض اندراج الحکم ہمکو مشکور فرمایا ہے۔ ایڈیٹر

جب تفصیل حالات پنجاب گورنمنٹ کو اس حادثہ متعلقہ ٹیکہ طاعون کی بابت معلوم ہوئے جو ۳۰ - اکتوبر گذشتہ کو موضع ملکوال میں واقع ہوا تھا اسی وقت گورنمنٹ موصوف نے گورنمنٹ ہند سے اسبارہ میں خط و کتابت کی اور اس واقعہ کی نہایت خاص صورتوں کے لحاظ سے یہ درخواست کی کہ ان اشخاص کے کنبوں کو جو فوت ہو گئے ہیں جلد اور فیاضانہ طور پر معاوضہ عطا کرنیکی منظوری دیجاوے۔ گورنمنٹ ہند نے ایسا معاوضہ عطا کرنا منظور فرمایا جو نواب لفٹنٹ گورنر بہادر مناسب تصور فرماویں۔ انیس متوفی اشخاص کے کنبوں اور انکے حالات کے متعلق اب تحقیقات ختم ہوئی ہے اور جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اس معاوضہ کی مقدار مقرر فرمائی ہے جو انہوں نے عطا فرمایا ہے امام الدین نمبردار کے کنبہ کے لئے جو کہ فوت ہو گیا ہے جناب ممدوح نے یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ معاوضہ کی نہایت مناسب اور پسند خاطر صورت یہ ہے کہ نہر جہلم پر زمین عطا کی جائے اور اس لئے دو مربعہ اراضی عطا کیجاتی ہے فوت شدہ

مختصر نوٹ اور نکات

تجدید دین کے متعلق جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر صدی کے سر پر ایک ایسے بندے کو پیدا کرتا ہے جو اس کے دین کی تجدید کرتا ہے تو کم سواد خود غرض لوگ کہدیتے ہین کہ علماء یا صوفی موجود ہین مجدد کی کیا ضرورت ہے؟ بحالیکہ انکو اتنا بھی معلوم نہیں ہوتا کہ تجدید دین کیا شے ہے؟

یاد رکھو **تجدید دین** وہ پاک کیفیت ہے جو اول عاشقانہ جوش کیساتھ اس پاک دل پر نازل ہوتی ہے جو مکالمہ الہی کے درجہ تک پہونچ گیا ہو پھر دوسرون مین جلد یا دیر سے سرایت ہوتی ہے۔

مجدد اور خیالی ریفارمر مین زمین و آسمان کا فرق ہے کیونکہ اول الذکر آسمانی ہے اور آخرالذکر زمینی جو لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہین وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہین خدا تعالےٰ انکو ان تمام نعمتون کا وارث بناتا ہے جو نبیون اور رسولون کو دیجاتی ہین اور ان کی باتین از قبیل جوشیدن ہوتی ہین اور نہ محض از قبیل کوشیدن اور وہ حال سے بولتے ہین نہ مجرد قال سے پس ان علامات اور نشانات کو لیکر دیکھو کہ جھوٹے ریفارمرون اور اللہ تعالےٰ کے ماموروں مین کیا فرق ہے؟

دل کے بیمار کبھی کسی دلیل و برہان سے شفایاب نہیں ہوئے بلکہ تجربہ نے بتادیا ہے کہ دلائل و براہین سے انکا مرض اور بھی راسخ اور لاعلاج ہوتا گیا ہے بقول شخصی

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

قرآن شریف نے اسی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے **فی قلوبہم مرض فزادھم اللّٰہ مرضا** پس جب دیکھو کہ معقول اور متین باتون کو جو ایک مامور من اللہ پیش کرتا ہے اور جنکو وہ دلائل اور بینات سے زینت دیتا ہے سنکر تمہارے دل مین کوئی مخدوش خیال پیدا ہوتا ہے یا اوہام ترقی کرتے ہین تو اس کا علاج یہی ہے کہ استغفار کرو اور اللہ تعالےٰ سے دعائین مانگو توہمات کی ظلمت دل کو تاریک کردیگی اور نیکی اور سعادت کی قوتون کو اندھیرے مین ڈالکر بیکار کرنا چاہے گی۔

انسان کی بناوٹ اور اس کے قوائے کی ساخت صاف بتاتی ہے کہ وہ محنت اٹھائی کرے اور دنیا مین تجربہ بآواز بلند شہادت دے رہا ہے۔

هر که آن گرفت جان برادر که کار کرد

پھر تعجب اور پھر تعجب ہے کہ عیسائی قوم باوجودیکہ وہ اپنے دنیوی کاروبار کی ترقیوں مین محنت اور مساعی کو لازم سمجھتی ہے روحانی اور ابدی ترقیات کے لئے کسی مجاہدہ اور سعی کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتی بلکہ اس کے لئے ان کے پاس ایک لٹکا ہے کہ جو مسیح پر ایمان لے آوے وہ ان تمام ترقیات اور مدارج کا وارث ہو جاتا ہے اور کوئی گناہ اور فسق کی راہ اس کی ان ترقیون مین روک نہین ہو سکتی!! یہ عجیب منطق شاید کسی عیسائی دانشمند کو سمجھ آیا ہو تو آجاوے ورنہ دنیا کا کوئی اور عقلمند تو اس کو سمجھنے سے یقیناً قاصر ہے + نورافشان اس معمہ کو حل کر دے تو عیسائی دین پر اس کا بہت بڑا احسان ہو سکتا ہے۔

حقیقت مین مبارک اور خوش قسمت ہے وہ زمانہ جس مین اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی مامور **اصلاح** خلق کے لئے مبعوث ہو اور مبارک اور خوش قسمت ہین وہ اہل زمانہ جو اس مبارک وقت کو پائیں اور اس **داعی الی اللہ** کی قدر کرین جس کی قدر حقیقت مین اپنی ہی بہتری اور بہبودی اور فلاح ہے۔

اہل زمانہ! یہہ وقت بھی وہی مبارک اور سعید وقت ہے جب کہ **اصلاح خلق** کے لئے خدا کیطرف سے ایک صادق موعود اپنے وقت پر آیا اور ایک سعید الفطرت بلکہ خوش قسمت اور بیدار بخت قوم نے اس کو قبول کیا۔ مگر ابھی بہت ہین جو اس چشمہ سے دور اور مہجور ہین پس اٹھو اور اسے شناخت کرکے وہ پہل کھاؤ جو وہ لے کر آیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح کو بعض واقعات ایک ہی رنگ کے پیش آے ہین مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نتیجہ مین بڑے ہی **ممتاز** ثابت ہوتے ہین مثلاً ایک متکبر جبار کا شیطان کے دوسوسہ سے برانگیختہ ہونا اور آپ کی گرفتاری کا ارادہ کرکے اپنے ہی بیٹے کے ہاتھ سے ہلاک ہو جانا ایک زبردست نشان اور گواہ ہے - اور اس کے بالمقابل اسی رنگ کا واقعہ مسیح کو پیش آیا جسے قطع نظر اپنے اصلی دعوون کے غلو کرنے والون نے آسمان پر چڑھا کر کہا ہے یعنی گرفتار ہو جانا چالان کیا جانا اور پولیس کی حراست مین ایک شہر سے دوسرے شہر مین منتقل کیا جانا آخر یہودیون کے حوالہ ہو کر صلیب پر کھیچے جانا۔ ان واقعات کو لیکر انسانیت اور خدائی کا مقابلہ کرو اور بتاؤ کہ ایسی خدائی سے وہ انسانیت ممتاز ہے یا نہین؟

عیسائیون مین جسقدر کوئی فلسفہ مین ترقی کرتا ہے اسیقدر وہ عیسائیت سے بیزار اور متنفر ہوتا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے **اسلام** کی اس قدر محبت اور عظمت بڑھ جاتی ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ اسلام حق و حکمت ہی کا دوسرا نام ہے اور عیسائیت مین معقولیت اور حکمت کا نام و نشان نہین

چونکہ الحکم کا یہ نمبر اس سال کا آخری نمبر ہے اس لئے ہم اپنے ناظرین کو نئے سال اور عید کی مبارکباد دیتے ہین اللہ تعالےٰ ہمکو اور ہمارے پڑہنے والونکو توفیق دے کہ ہم اپنے اعمال مین صلاحیت اور تقوے کا رنگ پیدا کرنے کے قابل ہون اور قوم اور ملک اور نوع انسان کی بھلائی کا باعث ہو سکین۔ آمین

عید مبارک

عید مبارک قریب ہے۔ ہمین پہلے ہی امید ہے کہ احمدی قوم کو عید کے چندہ کا خود فکر ہوگا مگر یاد دہانی کے واسطے درخواست ہے کہ احمدی جماعت اپنی امداد سے مدرسہ تعلیم الاسلام کو محروم نہ رکھے گی کیونکہ قوم کو خوب معلوم ہے کہ اوس کی فیاضی سے اس جگہ آیندہ نسلون کے جوان قوم کی خدمت کیواسطے تیار کئے جارہے ہین اپنے شہر کے احباب اور معززین مین تحریک کرکے اور عید کا ایک ایک روپیہ وصول کرکے راقم کے نام قادیان روانہ فرماکر عنداللہ ماجور ہون۔

راقم
محمد علیخان عفی عنہ رئیس مالیرکوٹلہ و ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام
قادیان

۷ ار دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء

فجر کی نماز سے پیشتر اس سے متعلق فرمایا کہ اس میں علو اور تکبر سے یہ مراد نہیں ہے کہ مال و وجاہت کا تکبر ہو بلکہ ہر ایک شخص جو عاجزی اور تذلل سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش نہیں کرتا اور اس کے احکام کو نہیں مانتا وہ اس میں داخل ہے خواہ وہ غریب ہی کیوں نہو -؟

ظہر کے وقت حضرت حجۃ اللہ نے جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا - ہماری جماعت کو واجب ہے کہ اب تقویٰ سے کام لے اور اولیاء بننے کی کوشش کرے اس وقت زمینی اسباب - منصوبہ بازی اور حجت کام نہ آئے گی دنیا سے دل لگانا اور اس پر بھروسہ کرنا چاہیئے غنیمت یہی امر ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح کی جاوے اور اس کا یہی وقت ہے طاعون سے یہی فائدہ اٹھانا چاہیئے کہ اس کے ذریعہ خدا سے صلح کر لیں بہت سی امراض ایسی ہوتی ہیں کہ وہ دلال کا کام کرتی ہیں اور انسان کو خدا سے ملا دیتی ہیں - ہماری جماعت کو خصوصا وہ تبدیلی یکدفعہ کرنی چاہیئے جو اس کو دس سال میں کرنی تھی بجز اس کے اور کوئی جگہ پناہ کی نہیں ہے کہ وہ خدا پر بھروسہ کر کے دعائیں کریں تو ان کو بشارتیں مل جاویں گی - صحابہ پر جیسے سکینت اتری تھی ویسی ان پر اترے گی - صحابہ کو انجام تو معلوم نہ ہوتا تھا کہ کیا ہو گا مگر دل میں یہ تسلی ہو جاتی تھی کہ خدا ہمیں ضائع نہ کریگا اور سکینت اسی تسلی کا نام ہے جیسے میں اگر (خدانخواستہ) طاعون زدہ ہو جاؤں اور گلٹے تک میری جان آجاوے تو مجھے ہرگز یہ وہم نہ ہو گا کہ میں ضائع ہو جاؤں گا اس کی وجہ صرف وہی تعلق ہے جو میرا خدا کے ساتھ ہے وہ بہت قوی ہے انسان کی ہمت ہونے کا یہ وقت کا موقع ہے راتوں کو جاگو - دعائیں کرو - آرام کم کرو جو کسل اور سستی کرتا ہے وہ اپنے گھر والوں اور اولاد پر ظلم کرتا ہے کیونکہ وہ جڑ کی طرح ہے اور اہل و عیال اس کی شاخیں ہیں -

بعض ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے کیونکہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا و هم لا یفتنون -

آنحضرت صلعم کو ابتداء میں تو فتح مکہ کی خبریں دی جاتی تھیں - مدینہ کی طرف جانے کی بھی خبر نظر نہ آتی تھی - اگر خود کو ... معلوم ہوتا تو خدا جانے کیا ہوتا - یہ اسی کا تو صلہ ہے -

بعض ابتلا صرف ابتدائی کیوں بیٹھے ہوتے ہیں عملی نمونہ ایسے اعلیٰ درجہ کے ہوں کہ ان سے تبدیلیاں ہوں اور ایسی تبدیلی ہو کہ خود انسان محسوس کرے کہ اب میں وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا بلکہ میں اب اور انسان ہوں - اس وقت خدا کو راضی کرو حتی کہ تم کو بشارتیں ہوں کل لکھتے ہوئے مجھے پرانا الہام نظر پڑا ایام غضب اللہ غضبت غضباً شدیداً ینجی اهل السعادة یہاں اہل سعادۃ سے مراد وہ شخص ہے جو عملی طور پر صدق دکھاتا ہے خالی زبان تک ایمان کا ہوتا کوئی فائدہ نہیں دیتا جیسے صحابہ نے صدق دکھایا کہ جان تک دیدی اور بال بچوں کو قربان کر دیا - انہوں نے جان مال آبرو عزت سب کچھ خاک میں ملا دیا آج اگر کسی کو کہیں کہ سو دس جاؤ تو عذر کریں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے بیعت کی تھی پھر بھی ہم پر فلاں مصیبت آئی - مگر ہم نے بارہا کہا ہے کہ زبانی ماننے اور رسمی بیعت سے کوئی فائدہ نہیں چاہیئے کہ خدا میں گداز ہو کر نیا وجود بن جاوے قرآن میں کہیں صرف آمنو نہیں کہا عملوا الصلحت ساتھ ہے غرض خدا ایک موت چاہتا ہے اور میرا تجربہ ہے کہ خدا مومن پر دو موتیں جمع نہیں کرتا - ایسے نازک وقت میں جماعت کو چاہیئے کہ تیر کی طرح سیدھی ہو جاوے اگر ہزاروں آدمی بھی طاعون سے مر جاویں تو میں خدا کو ہرگز ملزم نہ کروں گا اور یہی کہوں گا کہ انہوں نے احسان کا پہلو چھوڑ دیا ورنہ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

۲۱ ار دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء

جہاد حرام ہے

دوران کلام میں اعلیٰ حضرۃ مسیح موعود نے ارشاد فرمایا کہ جہاد حرام ہے اب تلوار کا وقت نہیں ہے اب اس وقت اسلام کی شیرینی اور حلاوت سے دلوں کو فتح کرنا چاہیئے

اسلام کبھی تلوار سے اندر داخل نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا - اسلام ہمیشہ اپنی پاک تاثیرات اور ثمرات سے قبول کیا گیا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور ہم کو عمر دی (اللہ آپ کی عمر میں برکت دے آمین ایڈیٹر) تو لوگ اسلام کی شیرینی اور حلاوت کو جو اس میں ہے واقعی محسوس کر لیں گے -

یہ بالکل غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد اس غرض سے کیا تھا کہ لوگوں کو جبر سے مسلمان کریں - قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور نہ جبر سے کوئی مذہب قبول کیا جا سکتا ہے قرآن شریف میں تو صاف فرمایا لا اکراہ فی الدین

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ کیے وہ صرف دفاعی تھے جب آپ کی اور آپ کے صحابہ کی تکالیف حد سے بڑھ گئیں اور بہت ستائے گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے مقابلہ کا حکم دیا چنانچہ پہلی آیت جو جہاد کے متعلق ہے وہ یہ ہے -

اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا وان الله علی نصرهم لقدیر الذین اخرجوا من دیارهم بغیر حق الا

یعنی ان لوگوں کو مقابلہ کی اجازت دی گئی جن کے مقابلہ قتل کے لئے مخالفوں نے چڑھائی کی (اس لئے اجازت دی گئی) کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ تعالیٰ مظلوم کی حمایت کرنے پر قادر ہے یہ وہ مظلوم ہیں جو ناحق اپنے وطنوں سے نکالے گئے ان کا گناہ بجز اس کے اور کوئی نہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے -

غرض آنحضرت صلعم کی لڑائیاں اس وقت تھیں جبکہ کفار کے ظلم انتہا تک پہنچ گئے -

فرمایا انسان روحانی طور پر جسقدر ترقیات کر سکتا ہے خون مسیح نے اسے روک رکھا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ نظام قدرت یہی ہے کہ ساری ترقیات مجاہدات پر مبنی ہیں دنیوی امور میں بھی دیکھتے ہیں کہ جس قدر ترقیاں ہوئی ہیں وہ کوششوں سے ہوئی ہیں قرآن شریف میں آیا ہے - لیس للانسان الا ما سعی مگر جو شخص اس بات پر ایمان رکھتا ہو کہ سارے گناہ خون مسیح سے دھوئے گئے وہ کس طرح پر روحانی امور میں ترقی کر سکتا ہے! تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ جو لوگ خون مسیح پر ایمان لاتے ہیں وہ اپنی

دنیوی ترقیون مین کیون کوشش کرتے ہین جبکہ اس کا مدار تو کوشش پر موقوف ہے تو کیون دوسری عالم کی ترقی کی جڑ خون مسیح ہی کو قرار دیتے ہین اگر یہ خون ترقیون کا باعث ہے تو دنیوی امور مین بھی تو اس کا کوئی نمونہ ہونا چاہئے۔ اصل یہ ہے کہ ایک سچائی کے آگے اس خون مسیح نے ہزار میل کی دیوار کھڑی کر دی ہے۔

[illegible]

ہمارا یہی مذہب ہے کہ جیسے انسان نے اس دنیا کی ترقیات کے لئے مجاہدات اور کوششون سے کام لیا ہے اوس عالم کی ترقیات کے لئے بھی یہی راہ اختیار کرنی چاہئے۔ جب انسان اپنے فسق اور گناہون کا مطالعہ کرتا رہتا ہے تو رفتہ رفتہ ایک پاک مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ مجاہدات پر اللہ تعالیٰ کی راہین کھلتی ہین اور نفس کا تزکیہ ہوتا ہے جیسے فرمایا ہے **قد افلح من زکھا** اور **والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا** یہ آیات عیسائیون کے ہان کہان ہین خوب یاد رکھو کہ دنیا اور دین کی ترقیون کے لئے کوشش کی حاجت ہے سچی ترقیون کا خواہشمند کسی خون پر ایمان نہین لاتا ہماری باتین رفتہ رفتہ ان کو سمجھ آجائین گی اور پتہ لگ جاویگا کہ انہون نے ایک مردہ انسان کو خدا بنا رکھا ہے اور ان کے پاس قصے کہانیون سے بڑھکر اور کچھ بھی نہین مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ حقیقت مین جو راہین فلاح کی قرآن شریف بیان کرتا ہے وہ ان کو معلوم نہین ہین اور کسی نے ان کے سامنے ان کو بیان نہین کیا۔

پھر اس سلسلہ کلام مین حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ قانون قدرت کو کوئی توڑ نہین سکتا اسی دنیا مین ہر شخص اپنے اپنے مقامات پر مجاہدات ہی سے پہنچتا ہے [illegible] والے کو اپنے رنگ کی کوشش کرنی پڑتی ہے [illegible] کو اپنے رنگ کی۔ غرض ہر ایک کوشش کرتا رہتا ہے۔

جن لوگون نے خون مسیح ہی کو کافی سمجھ لیا ہے ان سے [illegible] کہ انہون نے کس نجاست سے نجات پائی ہے۔

[illegible]

فرمایا کہ یہ قصہ بالکل جھوٹا قصہ ہے کہ ایک عورت کا بچہ بھی خدا ہو جاتا ہے اور خدا عورت کے پیٹ مین گیا اور پھر معمولی طریق پر پیدا ہو کر بچون کے عوارض

کے دکھ اوٹھاتا رہا اس نظارہ کو ہی آدمی ذرا دیکھے تو اس کو ہنسی آتی ہے کہ بچپن مین بعض اوقات ماں کے طمانچے کھائے ہونگے اور کبھی باہر لڑکون مین کھیلتا ہوگا اُن سے لڑ بھڑ کر مار کھائی ہوگی اور روتے ہوئے گھر کو آتا ہوگا اور پھر بڑے ہو کر بھی مار کھاتا رہا کیا یہ بھی کوئی معجزہ تھا!!

مسیح کا ابتلا اصل مین سخت ابتلا ہے کہ یہودیون کو اتنا بڑا موقع ملا کہ انہون نے ان کی پیدائش پر بھی اعتراض کئے اور موت پر بھی۔ انسان سوچے کہ اس مین کیا بھید ہے؟ میرے نزدیک یہ بات ہے کہ چونکہ اس قدر غلو ان کی شان مین کیا جانا تھا اور خدا کی اس قدر ہتک ہونی تھی اس لئے یہ داغ باقی رہ گیا۔

نوٹ... چونکہ تاریخ وار مضمون درج ہونے مین کاتب سے سہو ہو گیا ہے اور مضمون ترتیب وار نہین لکھا گیا ناظرین عذر سمجھیں

۱۴ ردسمبر ۱۹۰۲ء

ہمارے مہمان ظہر کے وقت لاہور سے ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب۔ جناب میر محمد اسمعیل صاحب ڈاکٹر حکیم نور محمد صاحب تشریف لائے۔

[illegible]

یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی بہت کثرت سے پوری ہوئی اور ہر روز پوری ہوتی ہے آج بھی اس پیشگوئی کے موافق ہمارے مخدوم و مکرم بھائی **ابو سعید عرب** رنگون سے تشریف لائے عرب صاحب ایک سعید نوجوان ہین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رنگون مین گویا تشنہ شدہ نمونہ ہین سلسلہ کی ضروریات مین اولاً انہی سے حصہ لیتے ہین ہم انشاء اللہ کسی دوسرے مقام پر دوسرے وقت عرب صاحب کے حالات سے ناظرین کو آگاہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہین۔

[illegible]

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو آپ نے شنہا مین گورداسپور جانا تھا انہون نے عرض کیا کہ مین قادیان سے باہر جانا نہین چاہتا مگر اب تو خدا لے چلا ہے آپ نے فرمایا کہ یہی تو **قیام فی ما اقام اللہ** ہے۔

طاعون طاعون کے ذکر پر حضرۃ حجۃ اللہ نے فرمایا کہ پہلے گمنبیا کا جلاب دینا اور پھر کیوڑہ اور تربسی دینا اور جونک لگانا مفید ہے کیونکہ انمین خونی اور سوداوی مواد ہوتے ہین اسپر ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن نے عرض کیا کہ طاعون کے کیڑے ننگے پاؤن چلنے والے لوگون کو پاؤن کے راستہ داخل ہو کر ران مین گلٹی کا موجب ہوتے ہین اور بذریعہ ہاتھ داخل ہو کر بغل مین اور منہ کے راستہ داخل ہو کر زیر کان گلٹی نکلتی ہے۔ اس قسم کے ذکر کے بعد عصر اور ظہر کی نماز جمع ہوئی اور گورداسپور جانے والے احباب روانہ ہوئے اور یہی وجہ تھی کہ نمازین جمع کی گئین۔

۱۵ ردسمبر ۱۹۰۲ء

دربار شام بعد نماز مغرب حسب معمول حضرۃ اقدس تشریف لے گئے اور پھر کھانا کھا کر تشریف لائے اور بیعت ہوئی پھر آپ نے مبائعین کو مخاطب کر کے نصائح فرمائین کہ بیعت کر کے صرف زبانی طور پر اتنا ہی ماننا ضروری نہین کہ یہ سلسلہ حق ہے اور اسیقدر مان لینا برکت اور ثواب کا موجب ہوتا ہے یہ دن بلا کے ہین اور ہر طرف طاعون پھیلی ہوئی ہے صرف زبانی اقرار کچھ فائدہ نہین دے سکتا جب تک اعمال ساتھ نہ ہون۔ پس کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ مین داخل ہوئے ہو تو اچھے عمل کرو نیک بنو ہر ایک بدی سے بچو اور متقی ہو جاؤ۔ یہ دن ایسے ہین کہ دعاؤن مین گذارو۔ راتون کو بھی تضرع زاری کرو۔ جب ابتلاء کے دن آتے ہین تو خدا تعالیٰ کا غضب جوش مین ہوتا ہے اس وقت صدقہ۔ خیرات۔ دعا اور تضرع کام آتی ہے اپنی زبان کو نرم کرو اور استغفار کثرت سے پڑھو اور نمازون مین دعائین کرو اگر انسان ایمان لا کر عمل نہ کرے تو ایسی ادعا کو کوئی فائدہ نہین ہوتا۔ پھر یہ شکایت کرنی کہ مجھ بیعت سے کچھ فائدہ نہین ہوا بالکل بیفائدہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ صرف قول سے خوش نہین ہوتا۔

اعمال صالحہ اس لئے جہان ایمان کا ذکر ہے وہان اعمال صالحہ کا بھی ذکر ضرور کیا ہے اور اعمال صالحہ وہ ہوتا ہے کہ کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یاد رکھو انسان کے اعمال پر

ہمیشہ چور پڑتے ہیں ایک اہلیں سوریا کا چور ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان دوسروں کے دکھانے کے واسطے کوئی کام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی اس میں ملحوظ و مقصود نہیں ہوتی - پھر ایک عجب کا چور ہے اور عجب یہ ہے کہ خود ہی عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے کہ میں نے نیکی کا کام کیا ہے یا عمدہ کام کیا ہے - اور قسم قسم کی بدکاریاں بھی دوسرے اعمال کے ابطال کا موجب ہوتی ہیں پس اعمال صالحہ ان عیبوں سے پاک ہوتے ہیں ۔

اعمال صالحہ کا فائدہ دنیا میں

اعمال صالحہ سے انسان اس دنیا میں ہی فائدہ اٹھاتا ہے اگر سارے گھر میں ایک بھی نیک ہو تو وہ گویا سارے گھر کی حفاظت کا باعث ہو جاتا ہے پس یاد رکھو کہ اعمال صالحہ تم کو فائدہ پہنچائیں گے - نرا ایمان کچھ فائدہ نہیں دے سکتا - اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی طبیب کا نسخہ لیکر رکھ چھوڑے اور اس کو استعمال تو کرے نہیں اور پھر کہے کہ کچھ فائدہ نہیں ہوا تم نے اب توبہ کی ہے آئندہ خدا دیکھنا چاہتا ہے کہ تم اس توبہ سے کیا فائدہ اٹھاتے ہو اور اپنے آپ کو کس قدر صاف کرتے ہو یہ وقت ایسا ہے کہ خدا تقوےٰ کے ذریعے امتیاز کرتا ہے بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کا تو شکوہ کرتے ہیں مگر اپنی اصلاح نہیں کرتے انسان اپنی جان پر خود ظلم کرتا ہے ورنہ اللہ تعالےٰ رحیم و کریم ہے ۔

استغفار کی ضرورت

چونکہ بہت سے آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جو گناہ سے واقف نہیں ہوتے اس لئے اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار رکھ دیا ہے جو گویا تمام قسم اور تمام اعضاء کے گناہوں پر حاوی ہے فرمایا آج کل حضرت آدم علیہ السلام کی دعا ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین کثرت سے پڑھنی چاہئے یہ دعا پہلے ہی قبول ہو چکی ہے غفلت سے زندگی بسر کرنے والا کبھی ایسے ابتلا اور بلا میں گرفتار نہیں ہوتا جو وقت الطاقت ہو کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی۔

اس وقت گورداسپور سے احباب واپس آگئے اور آپ حالات مقدمہ سنتے رہے - بعد فرمایا ہمارا ایمان ہے کہ سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے خواہ وہ اسباب سے کرے خواہ بلا اسباب - پھر نماز عشاء پڑھ کر حضرت حجۃ اللہ تشریف لے گئے ۔

(ڈائری کی یہ تاریخیں الحکم کے سپیشل رپورٹر نے نوٹ کی تھیں ایڈیٹر نے اپنے الفاظ میں مرتب کر لیا ہے کیونکہ ایڈیٹر خود سفر گورداسپور میں تھا)

ہر ایک خریدار جس کے ذمہ کچھ بھی بقایا ہے جلد بھیجدے

ایڈیٹر

الہام

حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا تازہ الہام سنایا کہ اس کو درج کر دیا جاوے ۲۱ دسمبر کی رات کو جس کی صبح کو ۲۲ دسمبر تھی اور جو آخر عشرہ رمضان کی پہلی رات تھی آپ کو یہ الہام ہوا۔

یاتی علیک زمان کمثل زمن موسےٰ

فرمایا اس زمانہ میں جو بیس پچیس برس کے قریب ہوتا ہے یہ الہام کبھی نہیں ہوا موسیٰ کا نام تو کئی الہاموں میں رکھا گیا ہے ۔

مولانا مولوی حضرۃ عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ مسیح اپنی جماعت کو طور پر لے جاوے گا شاید اس کا تعلق اس سے ہو -

فرمایا خدا تعالےٰ نے جیسے بنی اسرائیل میں ایک مسیح رکھا تھا اور اس لئے لقد اتینا موسی الکتاب و قفینا من بعدہ بالرسل الآیۃ فرمایا اسی طرح آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں بھی ایک مسیح رکھا ہوا تھا مگر مسلمانوں نے اس کو نہ سمجھا اور آسمان سے انتظار کرنے لگے ۔

افسوس ہے کہ ان کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اس سے پائی جاتی ہے کہ مسیح اسرائیلی آوے یا یہ کہ آپ ہی کی امت میں سے آوے یہاں بھی اسی طرح مسیح کا آنا ضروری تھا جیسے بنی اسرائیل میں ایک مسیح آیا ۔

براہین کا اقرار اور مسیح موعود

فرمایا براہین میں جو مسیح کی دوبارہ آمد کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر وہ تمام وعدے اور آیات میرے حق میں ہیں جو مسیح موعود کے لئے ہیں اور پھر میں اقرار کرتا ہوں کہ مسیح دوبارہ آئیگا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعوی بناوٹ کی راہ سے نہیں کیا گیا اور اس قسم کے واقعات قریباً تمام نبیوں کے کی تمامات زندگی میں پائے جاتے ہیں ۔

مسیح سیاح نبی

فرمایا مسیح کی نسبت جو کہتے ہیں کہ وہ سیاح نبی تھا ہم پوچھتے ہیں کہ وہ یہ مانتے ہیں کہ ۳۳ برس کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے - تو وہ زمانہ کونسا تھا جو انکی سیاحت کا زمانہ کہلاتا ہے سیاح نبی جو کہا جاتا ہے سیاحت کا زمانہ بھی بتانا چاہئے - بجز اس کے کہ جو ہم کہتے ہیں تسلیم کر لیا جاوے - اور کوئی راہ نہیں ہے

دربار شام

آج کل جیسا کہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول ہے بعد ادائے نماز مغرب تشریف لیجاتے ہیں اور پھر کھانا تناول فرما کر واپس آتے ہیں اور قبل از عشاء اجلاس فرماتے ہیں حضرت اقدس کے تشریف لاتے ہی ہمارے مکرم مخدوم ابو سعید عرب صاحب نے جو رنگون سے آئے ہوئے ہیں - سوال کیا کہ مسیح کی ولادت کے متعلق کیا بات ہے وہ بن باپ کسطرح پیدا ہوئے ؟

مسیح بن باپ

حضرۃ اقدس نے جواباً فرمایا انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون ہم اسبات پر یقین لاتے ہیں کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے ہیں اور قرآن شریف سے یہی ثابت ہے ۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرۃ مسیح یہود کیواسطے ایک نشان تھے جو ان کی شامت اعمال سے اس رنگ میں پورا ہوا زبور اور دوسری کتابوں میں لکھا گیا تھا کہ اگر تم نے اپنی عادات کو نہ بگاڑا تو نبوت تم میں رہے گی مگر خدا تعالیٰ

کے علم میں تہا کہ یہ اپنی حالت کو بدل لینگے اور شرک و بدعت میں گرفتار ہو جائینگے جیسا انہوں نے اپنی حالت کو بگاڑا تو پہر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق یہ نبیی نشان ان کو دیا اور مسیح کو بن باپ پیدا کیا۔

[illegible]

اور بن باپ پیدا ہونے کا سِتر یہ تہا کہ چونکہ سلسلہ نسب کا باپ کی طرف ہوتا ہے اسطرح گویا یہ سلسلہ منقطع ہو گیا اور اسرائیل کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی کیونکہ وہ پورے طور سے اسرائیل کے خاندان نے نہ ہے مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں جو بشارت ہے اس کے بھی دو ہی پہلو ہیں یعنی ایک تو آپکا وجود ہی بشارت تہا کیونکہ بنی اسرائیل کے خاندان نبوۃ کا خاتمہ ہو گیا دوسرے زبانی سے بھی بشارت دی۔

یعنی آپ کی پیدائش میں بھی بشارت تھی اور زبانی بھی۔ انجیل میں بھی مسیح نے باغ کی تمثیل میں اس امر کو بیان کر دیا ہے اور اپنے آپ کو مالک باغ کے بیٹے کی جگہ ٹہرایا ہے بیٹے کا محاورہ انجیل اور بائبل میں عام ہے اسرائیل کی نسبت آیا ہے کہ اسرائیل فرزند من بلکہ نخست زادہ من است آخر اس تمثیل میں بتایا گیا ہے کہ بیٹے کو بعد وہ مالک خود آکر باغبانوں کو ہلاک کر دیگا اور باغ دوسروں کے سپرد کر دیگا۔ یہ اشارہ تہا اس امر کی طرف کہ نبوت ان کے خاندان سے جاتی رہی پس مسیح کا بن باپ ہونا اس امر کا نشان تہا۔

پہر سوال کیا کہ مسیح کے بن باپ پیدا ہونے پر عقلی دلیل کیا ہے؟ فرمایا آدم کے بن باپ پیدا ہونے پر کیا دلیل ہے؟ عقلی امتناع بن باپ پیدا ہونے میں کیا ہے؟ اور جو فلاسفروں کی بابت پوچھو تو آجکل بڑا فلاسفر وہ ہے جو خدا کا بھی انکار کرے اور بعض فلاسفر مانتے ہیں کہ انسان انسان سے پیدا ہی نہیں ہوا بلکہ بندروں سے آدمی بن گیا۔ عقل کیطرف پہر ہم آن کو کیا کہیں آجکل کی عقل خدا سے انکار کرانی ہے عقل کیا کہہ سکتی ہے کہ جو انسان کے اندر بول رہا ہے وہ کیا چیز ہے۔ یاد رکہو عقلی ہتہیار نکمے ہیں جب تک خود وہ انا الحق نہ کہے کچھ نہیں ہوتا۔ ہم تو اس کی آواز سنتے ہیں

اور اس کے وعدوں کو پورا ہوتا ہوا دیکہتے ہیں پس اس سے ہم نے خدا کو شناخت کیا ہے۔ عقل سے جو پہلا معنی فلسفی ہوگا وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہیگا کہ خدا ہونا چاہیئے اور ہونا چاہیئے اور ہے میں بہت بڑا فرق ہے ہم کہتے ہیں کہ خدا ہے عقلی دلائل سے خدا کا وجود چاہیئے ثابت نہیں ہو سکتا +

سوال۔ اسلام کا کوئی مسئلہ عقل کے خلاف نہیں؟ فرمایا ہاں یہ سچ ہے مگر یہ ایسا ہی ہے جیسے روٹی کیساتہ سالن بھی ہو۔ عقلی حواس کے علاوہ اور حواس باطنی جو خدا شناسی کے لئے ہیں اور عقل بھی ان کے ساتہ ملجاتی ہے یہ کوئی تسلی کی راہ نہیں بتا سکتی جب تک کہ وہ دوسرے حواس ساتہ نہ ہوں +

سوال + اگر غیر پوچہیں تو انہیں کیا جواب دیں فرمایا ان کو یہی جواب دو کہ جو اس کے اہل ہیں انکے پاس رہو کیونکہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ان حواس کے ذریعہ ہم ان باتوں کو محسوس کریں جن کے لئے دوسرے حواس ہیں کیا کان آنکہ کا کام دیسکتے ہیں یا زبان کانوں کا کام دیسکتی ہے پہر کس قدر غلطی ہے کہ اس امر پر زور دیا جاوے۔ خدا شناسی کے لئے حواس اور ہیں اور ان کے ذریعہ ہی ان امور پر جو ان محسوسات سے ماورا ہیں ایمان پیدا ہوتا ہے عقلمند ان چیزوں پر جیسے ملائک ہیں۔ خدا ہے۔ روح کا بقا ہے ان پر عقلی دلائل تلاش نہیں کرتا بلکہ اس راہ سے ایمان لاتا ہے جو اس کے لئے مقرر ہے فلاسفر صرف اٹکل بازی سے کام لیتے ہیں وہ قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ ہاں انکار کر دیتے ہیں۔

مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ نے کہا کہ وجود تسلسل کا سلسلہ مجوسیوں سے لیا گیا ہے جنہوں نے اپنی وساتیر میں اسکو جر خداوند بخیر بیان کیا ہے پہر اسی سلسلہ میں حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔

کہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے وجود سے بلکہ کوئی وجود روشن نہیں ہے مگر نادان دہریہ انکار ہی کرتا ہے ہیڈلا نے لکہکر دروازہ پر لگا دیا تہا کہ God is nowhere کوئی خدا نہیں مجہے تعجب ہوتا ہے کہ اگر انکار کیا جاوے تو مخلوق کا کیا جاوے نہ خدا کا کیونکہ اس کے تصرفات کا تو انکار ہو ہی نہیں سکتا +

[illegible]

فرمایا جو طالب حق ہو وہ ہماری صحبت میں رہے ہم اس کو بتاتے ہیں کہ جن صفات کے ساتہ قرآن نے اس کو موصوف قرار دیا ہے ہم عملی تجربہ سے ثابت کر کے دکہاتے ہیں ان لوگوں کی نادانی یہ ہے کہ ایک عالم کی بات دوسرے عالم سے دریافت کرنا چاہتے ہیں جبکہ لامسہ باصرہ وغیرہ ایک دوسرے کے قائم مقام نہیں ہو سکتی ہیں تو پہر اور کونسا کام سلسلہ ترتیب کو چہوڑ کر ہو سکتا ہے پس یاد رکہو کہ اللہ کو معلوم کرنے کے لئے اور ہی حواس ہیں ہم بجز اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے کوئی دہریہ اس امر کا جواب دے کہ یہ طاقت اور اقتدار کی پیشگوئیاں کیا چیز ہیں؟ اگر علوم کوئی چیز ہیں؟ تو کوئی ہمارے مقابلہ پر کر کے دکہادے۔

خدا عاجز نہیں ہے وہ طاقت رکہتا ہے اس کے مقابلہ پر بجز تسلیم کے چارہ ہی نہیں بہت مدت کا الہام ان پیشگوئیوں کے متعلق ہے کہ ان پیشگوئیوں سے بڑہکر کوئی نشان نہیں۔ کیونکہ ان پیشگوئیوں میں وہ تازہ بتازہ طاقت دکہاتا ہے جو خدا سے شرارت کرے گا اسے آخر مرنا ہوگا اس کے ساتہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا +

[illegible]

اس ذکر پر کہ یہ جو کہتے ہیں کہ لیکہرام کو کسی مرید سے قتل کروایا فرمایا کہ یہ کیسی حماقت کا اعتراض ہے بیعت کا معاملہ تو صفائی کے لئے ہے کیا وہ شخص مرید رہ سکتا ہے جو بیعت تو کرے صفائی چال چلن کے لئے اور نیکیوں کے لئے اور اس کو تعلیم دی جاوے قتل کی پہر کوئی بتاوے کہ ایسا مشورہ کس سے کیا کس کو شمار کیا یہ ان لوگوں کی باتیں ہیں جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔ جسطرح ہم خدا کو سمجہتے ہیں دوسروں کو اس طریق پر سمجہ آ سکتا ہی نہیں۔ یہ لوگ جو دہریہ ہیں وہ تو خدا کو مانتے ہی نہیں جو بظاہر مانتے ہیں وہ بھی دہریت کا رنگ رکہتے ہیں کیونکہ تائیدیں تو ان کے ساتہ ہیں نہیں اس لئے پوری استقامت۔ پہر وہ سے اللہ تعالیٰ

اور پاک دل ہونا نصیب نہیں ہوتا۔

سوال کیا کہ پوتا کیون وارث نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک قانون کیا ہوا ہے اگر اسی پر وراثت کا قانون ہوتا تو پھر چاہئے کہ پڑ پوتا نہ ہوتا۔ اور پھر گویا ساری دنیا آدم کی اولا کہلا کر سلاطین اور دوسرے لوگون سے وراثت کی حصہ دار ٹھہرتی۔ بیٹے کی نسبت اس مین ایک کمزوری بھی پیدا ہو جاتی ہے ترتیب یہ چاہتی ہے کہ ایک کا نام لیا جاوے پھر جس کو وارث قرار دیا جاتا اس کے متعلق دوسرے کے محروم ہونے کا سوال ہو سکتا۔ پس یہ ایک قانون ہے اس مین کوئی حرج نہین جبکہ وصیت کے وقت دوسرے مساکین وغیرہ کو بھی دے سکتے ہین تو پوتے کو زیر حکم وتواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمة سلوک کر سکتے ہین

فرمایا اصل یہ ہے کہ جب تک انسان منہاج نبوت پر ایمان نہ لائے ایمان درست نہین ہوتا۔

اس کے بعد مفتی صاحب نے ایک یونی ٹیرین کے رسالہ متعلق بائیبل کو سنایا ہم انشاء العزیز کسی دوسرے وقت اس ٹریکٹ کا خلاصہ دینگے

۲۳ دسمبر ۱۹۰۲ء

ظہر کی نماز سے پہلے حضرت حجة اللہ نے اپنا رات کا الہام سنایا انه کریم تمشی امامك وعادیٰ من عادیٰ یعنی وہ (اللہ) کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چلا ہے اور جو تیرا دشمن ہے وہ اس کا دشمن ہے

فرمایا مین قرائن سے سمجھتا ہون کہ یہ الہام اسی پچھلے الہام یاتی علیك زمن کمثل زمن موسیٰ سے ملتا ہے یہ الہام جیسا کہ توریت سے پایا جاتا ہے کہ خدا بنی اسرائیل کے آگے آگے چلتا تھا اس سے ملتا ہے یعنی اس کو موسیٰ اور عادکے قافیہ سے پہچانا ہے کہ ان کا باہم تعلق ہے

ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه

بعض لوگ جہالت سے یہ اعتراض کر دیتے ہین کہ ہر شخص کو اسی کی زبان مین الہام ہونا چاہئے پھر یہان عربی مین کیون ہوتے ہین؟ مین اس کا جواب یہی دونگا کہ خدا تعالیٰ سے پوچھو وہ کیون عربی زبان مین الہام کرتا ہے۔

اور اصل سر اس مین یہ ہے کہ مجھ کو جو الہام عربی زبان مین ہوتا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کے سبب سے ہوتا ہے کیونکہ وہ ہمارے متبوع ہین اور انہی کے ذریعہ اور طفیل سے ہم کو جو کچھ ملا ہے ملا ہے۔ اور پھر یہ سب کچھ آپ ہی کی تائید مین ہے اس لئے ہماری اصلی زبان اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے عربی ہی ہے پس اللہ تعالیٰ اس زبان کو عظمت دینے کے لئے اور اس کو زندہ زبان ثابت کرنے کے لئے اس زبان مین الہام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس زبان کو محفوظ رکھے تعجب کی بات ہے کہ جس مین ہم ذوق حاصل کرتے ہین اور اسی سے اسلام قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اس پر یہ مخالف اعتراض کرتے ہین۔ اس وقت ہمارے نبی متبوع صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کو اللہ تعالیٰ نے زندہ رکھا ہے اور وہ اس زبان کو نہین چھوڑتا اور چونکہ اس وقت وہی کاروبار ہو رہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے تھے اور مکہ مین ہو رہا تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسی زبان کو پسند فرمایا ہے اور کثرت کے ساتھ وحی اسی زبان مین ہوتی ہے کیونکہ ساری غرض و غایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تائید ہے ہان شاذ و نادر کے طور پر دوسری زبانون مین بھی وحی ہوتی ہے وہ خارق عادة کے طور پر ہے۔ جیسے مجھے انگریزی عبرانی سنسکرت وغیرہ مین بعض وقت وحی ہوئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک بار فارسی مین وحی ہوئی۔

این مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم

پھر جو لوگ کہتے ہین کہ عربی مین ہونا چاہئے وہ ایسی ہی بات کہتے ہین جیسے یہود کہتے تھے کہ نبوت اسرائیل سے باہر نہین ہونی چاہئے فرمایا جس قدر نبی دنیا مین آتے رہے ہین ان کے ساتھ کوئی نہ کوئی شبہ رہ ہی گیا ہے مثلاً مسیح کے وقت یہ شبہ انکار کے لئے ہو گیا کہ وہ کہتے تھے کہ مین تو داؤد کا تخت بحال کرنے کیواسطے آیا ہون پھر وہ ملک کیون نہ ملا! ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بعض شبہات مین پڑ گئے۔ اصل غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض امور اس لئے مخفی رکھتا ہے کہ ایمان کی قدر ہو اگر کھلے کھلے طور پر ایک امر ہو تو پھر ایمان ایمان نہ رہا۔

حَکَم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا نام اسی لئے تو حکم رکھا تھا کہ وہ ان ظنون مین فیصلہ کرے گا۔ ان لوگون کے پاس حقائق و معارف نہین ہین بلکہ ظنون مین احادیث کا ایک ذخیرہ لوگون کے پاس ہے اور خود ہی انہون نے حسن وغیرہ نام رکھے ہین اور یہ ذخیرہ سب فرقون کے پاس الگ ہے پس ہمین بتائین کہ کیا مسیح موعود سب کی احادیث تسلیم کر لیگا یا کوئی رد بھی کریگا؟ اگر ایک کی مانے اور دوسرون کی رد کرے تو انہون نے کیا تصور کیا ہے! غرض حکم اس لئے کہا ہے کہ وہ ان مین فیصلہ کریگا جو لینے کے قابل ہونگی وہ لیگا اور جو رد کرنے کے لائق ہونگی ان کو رد کریگا حکم کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس مین چھوڑنے کے بھی قابل ہونگی۔

[illegible]

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ۱۳ برس تک مصائب اور تکالیف برداشت کین اور مہدی کی نسبت یہ لوگ عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ تلوار اٹھائیگا۔ یہ بالکل غلط خیال اور وہم ہے مہدی نے اگر لڑائی کے لئے آنا ہوتا تو مسلمانون کی حالت جنگ کے مناسب حال ہوتی اور وہ جنگی قواعد اور فنون حرب سے واقف ہوتے اور سب سے بڑھے ہوئے ہوتے حالانکہ وہ آلات حرب و ضرب مین یورپ کے محتاج ہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ مہدی اس غرض کے لئے ہرگز نہین آئیگا اور خدا کا یہ ہرگز منشا نہین ہے۔ یہ تلوار کیساتھ مقابلہ کرنے کا وقت نہین ہے۔ اب حرام ہے تلوار اٹھانا۔ ہماری تلوار ہماری دعائین ہین جو ایک تبدیلی پیدا کر دینگی اور لوگون پر حقیقت منکشف ہو جائے گی اور سچائی کی راہ کھل جائے گی۔

۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء

حسنۃ الدنیا و الآخرۃ

ابو سعید عرب صاحب نے دریافت کیا کہ یہ دعا جو سکھائی گئی ہے کہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ اس میں حسنۃ الدنیا اور حسنۃ الآخرۃ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا انسان نفس کی خوشحالی کے لئے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ دنیا کی زندگی میں جو مصائب و مشکلات اور شدائد اور جانکاہ بیماریوں سے محفوظ رہے۔ اور فسق و فجور اور قسم قسم کے گناہ جو روحانی بیماریاں ہیں اور جن کی وجہ سے خدا سے دور ہو کر تکالیف میں مبتلا ہو جاتا ہے ان بیماریوں سے بھی امن میں رہے پس یہی حسنۃ الدنیا ہے مختصر الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ روحانی اور جسمانی طور پر تمام بلاؤں اور ذلتوں سے محفوظ رہے + انسان فطرتاً بہت ہی ضعیف بناوٹ رکھتا ہے جیسے فرمایا خلق الانسان ضعیفا ذرا ناخن میں درد ہو تو بے قرار ہو جاتا ہے اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔ بڑی بیماریوں کا تو کیا ذکر۔ مجھے تھوڑا سا بیخ زبان میں درد ہے تو اس سے ہی تکلیف محسوس ہوتی ہے اور زیادہ بات کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے اس سے انسان کی تکالیف کا قیاس اور اندازہ ہو سکتا ہے۔

ایسا ہی جب انسان کی زندگی خراب ہو اور فسق و فجور میں مبتلا ہو جیسے بازاری عورتیں اپنی زندگی بسر کرتی ہیں انکو معلوم بھی نہیں کہ خدا کیا چیز ہے بلکہ وہ بہائم کی سی زندگی بسر کرتی ہیں اس قسم کی حالتوں سے محفوظ رہنے کا نام حسنۃ الدنیا ہے اور حسنۃ الآخرہ۔ آخرۃ کا ایک عالم ہے جس کا کبھی انقطاع نہیں ہوگا حسنۃ الآخرہ دراصل اسی عالم کے حسنات کا ثمرہ اور نتیجہ ہے اسی لئے اس دعا میں اس کو موخر کیا ہے پس اگر دنیا کے حسنات اکمل اور اتم طور پر مل جاویں تو یہ فال نیک ہے حسنۃ الآخرہ کے لئے یہ غلط خیال ہے جو کہتے ہیں کہ دعا کیا مانگنی ہے۔ حسنۃ الدنیا ضرور مانگنی چاہئیے کیونکہ صحت کی حالت اور ہر قسم کی بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ رہنا انسان کی روحانی حالت پر اثر انداز ہے آخرۃ کے لئے یہی راہ ہے اور اسی لئے دنیا کو مزرعۃ الآخرۃ کہا جاتا ہے درحقیقت جسکو اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں صحت اور اچھی فطرۃ عطا کرے اور اعمال صالحہ کی طرف رجوع دلادے وہ بڑا ہی خوش قسمت اور سعید ہے۔ بلکہ اس سے امید کی جاتی ہے کہ آخرۃ بھی اچھی ہو یہی ان دونوں دعاؤں میں تعلق ہے

فطرتی مناسبت

پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ جس پاک کلمہ جو دعا کا بتایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسان جو نیکی اور پاکیزگی کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ اپنی عمدہ فطرت کے باعث ہوتا ہے ہر ایک انسان کا یہ کام نہیں کہ وہ ان مراتب اور مدارج تک پہنچ جاوے جن تک سعید الفطرہ لوگ پہنچ جاتے ہیں بعضوں کی کھوپری کی بناوٹ ایسی ہوتی ہے کہ وہ چوری بدکاری اور ہر قسم کی بے حیائی کو ہی پسند کرتے ہیں وہ نیکوں اور پاک لوگوں کی صحبت میں بیٹھکر حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیا کرتے ہیں ایسا ہی نیک اور پاک لوگ ان کی مجلس میں حیران ہوتے ہیں گویا ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک سمندر حائل ہوتا ہے یا ایک دیوار کھچی ہوئی ہوتی ہے نہ وہ ادھر آ سکتے ہیں نہ یہ ادھر جا سکتے ہیں۔ دیکھو ہماری جماعت ہے جو ہر طرح سے اپنا اخلاص ظاہر کرتی ہے ایک ہمارے مخالف ہیں جو گالیاں دینے ہی میں ثواب سمجھتے ہیں کیا ان کے دل آنکھ کان نہیں ہیں مگر وہ صم بکم عمی فھم لا یرجعون کے مصداق ہیں۔

ہفتہ زیر اشاعت کے الہام

۱۹ دسمبر ۱۹۰۲ء

انی مع الافواج آتی

۲۱ دسمبر ۱۹۰۲ء

یاتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ

۲۲ دسمبر ۱۹۰۲ء

انہ کریم تمشی امامک

وعادی من عادی

۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء

انی صادق صادق سیشھد اللہ لی

سر پرستان الحکم کی خدمت میں التماس

(۱) میری کھلی چٹھی پر اکثر احباب نے توجہ فرما کر خریداروں کے نام بھیجنے شروع کر دئے ہیں اور اکثر جن کی نسبت مجھے پورا یقین ہے کہ وہ توجہ کریں گے ابھی تک خاموش ہیں اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اس ضروری امر کی طرف توجہ کریں گے

(۲) شروع سال الحکم میں بعض ضروری ترتیبیں اس کو زیادہ مفید بنانے کے متعلق زیر تجویز ہیں خدا تعالیٰ کی توفیق رفیق شامل حال ہوئی تو امید ہے ناظرین اسے نہایت دلچسپی سے پڑھیں گے

(۳) بعض احباب نے آجکی تاریخ تک بھی اپنا بقایا حساب صاف نہیں کیا اس لئے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کا الحکم حساب درست کرنے کے لئے اور مطبع کی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے ہم اپنے خوش معاملہ خریداروں کی صفائی معاملہ پر توقع کر کے ان کے نام وی پی کریں گے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ وصول فرما کر کارخانہ کی اعانت کریں گے اس تحریر کے علاوہ

ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی

ملک معظم قیصر ہند کی تاجپوشی کی خوشی کے لئے دہلی مین عظیم الشان دربار یکم جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو ہوگا اور کل ممالک محروسہ مین اس روز بڑی خوشی منائی جاوے گی اور اظہار خوشی کے لئے ہر ضلع اور صوبہ اور بڑے قصبات مین مناسب تجاویز اور صورتین اختیار کی گئین ہین۔

اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خوشی کی تقریب پر ایک عظیم الشان یادگار قائم کرنے کا ارادہ فرمایا ہے جو گورنمنٹ انگلشیہ کے ان احسانات کے شکریہ مین ہے جو تاج برطانیہ کے طفیل ہمپر ہوئے ہین اس کا مفصل ذکر الحکم کی کسی اگلی اشاعت مین انشاء اللہ العزیز ہوگا۔ لیکن اس قدر ہم ابھی کہدیتے ہین کہ یہ یادگار تمام یادگارون سے بڑھکر مفید اور موزون ہوگی اور وہ **ہمیشہ کے لئے جہاد کے موقوف کر دینے کی ایک عمدہ تجویز ہے** جو بصورت پمفلٹ اعلیٰ حضرت نے کارونیشن کی تقریب پر پیش کی ہے ہم امید کرتے ہین کہ گورنمنٹ آف انڈیا اس تجویز کے عملی طور پر مفید ثابت کرنے کے لئے بہت جلد اور مناسب نوٹس لیگی۔ کیونکہ اس تجویز پر عمل ہو جانے سے بہت بڑے فوائد گورنمنٹ اور رعایا کو پہونچنے یقینی ہین۔ بہر حال اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار اگر گورنمنٹ نے توجہ فرمائی تو بہت ہی نتیجہ خیز ہوگی۔

ایک اور یادگار

اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ایک میموریل گورنمنٹ آف انڈیا کے حضور ارسال کیا ہے وہ ایک عظیم الشان تقریب کی یادگار مین **مسلمانان ہند** کے لئے ہے کہ ان کو **جمعہ** کے پورے دن یا آدھے دن کی تعطیل منظور فرمائی جاوے۔ دراصل یہ تجویز اعلیٰ حضرت نے کئی سال پہلے کی تھی مگر اس وقت بعض لوگون نے چلتی گاڑی مین روڑا اٹکا دیا اور پھر خود بھی کچھ نہ کیا اب اللہ تعالیٰ نے پھر یہ مبارک اور موزون تقریب دکھائی اس تقریب پر اعلیٰ حضرت مسیح موعود نے اپنا فرض سمجھا کہ اس کارونیشن کی تقریب پر یہ میموریل ہندوستان کے دراصل طبع اور بیدار مغز وائسرائے لارڈ کرزن کے حضور بھیجا جاوے کیا عجب کہ وہ اس پر توجہ فرماوین۔ کیونکہ انہون نے جہان بہت سی مسجدین واگذار کرائی ہین جہان انہون نے عظیم الشان مسجدون کو تحائف اور عطیے دئے ہین ان مسجدون کی آبادی اور رونق کے لئے اس تقریب پر مسلمانون کو یہ حق عطا فرماوین کہ وہ اس مبارک دن مین وہ نمازین پڑھین یہ یادگار نہ صرف کارونیشن کی ہوگی بلکہ لارڈ کرزن کی بھی یادگار ہوگی۔ ہم امید بھرے دل کے ساتھ لارڈ کرزن کے اس حکم کے منتظر ہین جو وہ اس میموریل کی نسبت صادر فرماوین گے۔

الحکم کی طرف سے ایک یادگار کا اعلان اگلی اشاعت مین ہوگا

تقویم احمدیہ

دفتر الحکم کی طرف سے سنہ ۱۹۰۳ء کی جنتری عجیب وغریب جنتری **تقویم احمدیہ** کے نام سے طیار ہو رہی اور امید کی جاتی ہے کہ اگر کوئی مانع اور رکاوٹ پیش نہ آئی تو انشاء اللہ العزیز جنوری مین یہ جنتری شائع ہو جائے گی اس سے پہلے ناظرین نے اس قسم کی جنتری نہ دیکھی ہوگی اور یہ اپنی طرز کی پہلی جنتری ہوگی جو اس سلسلہ مین شائع ہوگی مین کسی اگلی اشاعت مین اس جنتری کے مضامین کی فہرست اپنے ناظرین کو دکھاؤن گا۔

اس جنتری کی قیمت ہر حالت مین ۸ فی جلد علاوہ محصول ہوگی۔ کیونکہ اس مین بہت سی تصاویر (بھی) ہون گی۔

میرا چاہتا تھا کہ اس جنتری مین سلسلہ الیہ کی ڈائرکٹری بھی بناؤن مگر مجھے افسوس ہے کہ مجھے میرے منشاء کے موافق ضروری واقفیت کے تمام (نام نہین) پہونچا۔ [illegible] مدد نہیں دی گئی ہیں، امید کرتا ہون کہ تقویم احمدیہ کا پہلا ایڈیشن سلسلہ عالیہ کے سرگرم ممبرون مین ایک (دلچسپی) اور توجہ پیدا کرے گا اور آئندہ خود بھی وہ اس کے مفید بنانے کے لئے مدد دینے کے لئے جوش پائین گے

ایڈیٹر الحکم و مرتب تفسیر القرآن و تقویم احمدیہ

اس سال کے باقی مضامین

دسمبر کا یہ آخری پرچہ ہونے کی وجہ سے ہمکو بعض ضروری اور اشد ضروری اطلاعون کا اسی نمبر مین شائع کر دینا قرین مصلحت معلوم ہوا جو مختلف عنوانون کے نیچے درج ہو چکی ہین انمین سے ایک ضروری امر یہ بھی ہے کہ جلد ۶ اس نمبر کیساتھ ختم ہوتی ہے مگر ابھی تک بہت سے مضامین ہین جو مسلسل شروع ہین اور باوجود سال ختم ہونے کے ختم نہین ہوئے شروع سال سے ہم انشاء اللہ العزیز التزام کرین گے کہ ان بقایا مضامین کو پورا کردین خصوصاً لاہور کے بشپ صاحب کے مضمون یسوع مسیح پر جو ہمارے ریویو کئی نمبرون مین شائع ہو چکا ہے اسے پہلے پورا کرین گے اور ایسا ہی ندوۃ العلما کے نوین اجلاس پر جو ریمارک لکھے

واقعات اور خبرین

مذہبی دنیا

بیت المقدس مین یہودی باشندون نے ایک کتب خانہ قائم کیا ہے جسمین ۲۴ ہزار کتابین ہین زیادہ تر عبرانی زبان مین ہین چند نادر الوجود قلمی نسخے بھی ہین۔

جولائی مدینہ منورہ مین محل موسومہ حنفیہ کے اندر ایک مسجد خاص شاہی خرچ سے تعمیر ہونے والی ہے

فرانس کی گورنمنٹ نے بہت سے پادریون کو وظائف اس لئے بند کردئے ہین کہ انہون نے مجلس اخوان الصفا کی تائید مین درخواست روانہ کی تھی

مسز اینی بسینٹ بنارس واپس آگئی ہین اور ایک بڑے تھیاسوفیکل جلسہ کی طیاریان کر رہی ہین۔

مدراس کی مشنری کانفرنس - مدراس مین ۱۱ دسمبر سے ایک عالیشان مشنری کانفرنس بیٹھی ہوئی ہے اس کانفرنس مین تقریر کرتے ہوئے لارڈ بشپ مدراس نے ظاہر کیا کہ موجودہ مردم شماری کے مطابق اس وقت ہندوستان مین دس لاکھ بارہ ہزار عیسائی ہین لارڈ بشپ نے اقرار کیا کہ زیادہ تعداد اس مین بھنگیون کی ہے جو اپنی سوشل حالت کو بڑھانے کی غرض سے عیسائی ہو رہے ہین یہ ہین پادریون کی روحانی فتوحات !!!

مولوی ہدایت رسول لکھنوی بمبئی مین ایک شوہر والی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کے جرم مین افسوس ہے قید کے سزایاب ہوئے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعۃ السنہ کے تازہ نمبر مین ان ورثاء کو جنہون نے ان کی وصیت سے نارضامندی ظاہر کی ہے بصورت اصرار محرومی کا خوف دلایا ہے

عیسائی مشنریون کی کارگزاریان ایران مین

۱۸۸۲ء سے ۱۸۸۵ء تک آنریبل ایس جے ڈبلیو بنجمن اضلاع متحدہ امریکا کی طرف سے ایران مین قونسل رہا ہے اس نے ۱۸۸۷ء مین ایک ضخیم کتاب "ایران اور ایرانی" کے نام سے شائع کی ہے ... کا بیان ہے کہ مقیم ایران (۵۰) سوداگرون کی نسبت مشنریون کی اسی قدر تعداد کو ملکی امداد کی زیادہ ضرورت لاحق ہوئی غیر ملک کے سوداگرون کی طرف سے ایرانیون کے دلون مین کوئی اندیشہ نہین پیدا ہوتا لیکن کبھی کوئی یورپین یا امریکن پادری اس ملک مین قدم دہرتا ہے تو باشندگان ملک کے دلون مین آتش تعصب بھڑک اوٹھتی ہے اور متنظمان ملک بلا وجہ اور بیجا اس کے خلاف آمادہ ہوجاتے ہین یہ کہنا ٹھیک ہے کہ مشنریون کو دیکھکر لوگون کو گھبرانا ہرگز نہین چاہیئے لیکن جب کہ ہم دیکھتے ہین کہ ان کو دیکھکر غیر قومین برافروختہ اور مضطرب ہوجاتی ہین تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین کہ اگر ... دیکھکر مفتوحین ناراض نہین تو کم سے کم ہراسان تو ضرور ہوتے ہون۔ مشنری ۱۵ سال سے یہان موجود ہین لیکن بقول بنجمن صاحب کے اس کا نتیجہ صرف یہی حاصل ہوا ہے کہ ایرانیون کے دلون کو ان اجنبی مشنریون سے کچھہ انس نہین ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ مسلمانون کے مذہب مین کچھہ دخل دین چنانچہ بالفرض اگر ذرا بھی کسی قسم کی درپردہ کوشش مسلمانون کو اپنے مذہب پر لانے کے لئے ان سے سرزد ہوئی تو یقیناً ان کو یہ ملک چھوڑ دینا پڑیگا اس لئے مجبوراً یہ بیچارے صرف نسطوری یہودی - ارمنی - باشندون مین ہی جو کہ آبادی کا ایک قلیل حصہ ہین وعظ کرتے رہتے ہین جولائی ۱۸۸۵ء مین تبریز کے باشندے مشنریون کے خلاف ایسے برافروختہ ہوئے کہ ولی عہد ایران نے قونصل امریکا کو بذریعہ تار اطلاع دی کہ تبریز کے مشنریون کو اپنے مدارس کل کاروبار موقوف کردینے کی ہدایت کردین تاکہ شہر کے عیسائی قتل عام کے اندیشہ سے محفوظ رہین چونکہ یہ اطلاع شہزادہ مذکور نے نیک نیتی سے دی تھی اس لئے سفیر نے اس کو بسر وچشم منظور کیا ایران مین پروٹسٹنٹ اور کیتھولک دونون قسم کے مشنری باوجود حکام کی علانیہ مخالفت کے مسلمانون کو اپنے مذہب پر لانے کی فکر مین سرگردان رہے ہین بنجمن صاحب سوال کرتے ہین کہ کیا مشنریون کو ایسی کارگذاریان عمل مین لانے سے پیشتر کہ جن سے ... آن کی اور نیز دیگر غیر ملکی باشندون کی ... مال ضائع ہونے کا خطرہ ہے علاوہ ازین اس ... گورنمنٹ کی مشکلات بڑھتی ہین جس کی اجازت در مہمان نوازی سے وہ یہان ... رہتے ہین پسند ... پیش کرنا لازم نہین ! اور ... بنجمن صاحب مذکور یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ درحقیقت یہ اہم مسئلہ ہے کہ مشنریون کو کہان تک غیر اقوام کے امن مین خلل ڈالنا اور پھر اس خلل اندازی کے نتائج کا ان کو ذمہ دار بنانا جائز ہے

دلچسپ خبرین

کہتے ہین کہ امریکا کے ڈاکٹر لٹل فیلڈ نے ایک ایسی مرکب دوا ایجاد کی ہے جس کے استعمال سے وہ مردہ مکھیون - کتون - بلیون اور نیز آدمیون کو بھی زندہ کر سکتے ہین ان کی ایجاد کا تجربہ ہو چکا ہے جو صحیح اترا ہے -

ایڈیٹر - ڈاکٹر لٹل فیلڈ کی ایجاد یسوعی معجزات کی حقیقت کو بھی پھیکا کر دے گی انجیل مین تالاب کا قصہ کچھہ رونق پہلے ہی کھوچکا ہے -

کل دنیا مین ۳۰۶۴ زبانین اور ۱۰۰۰ ہزار مذہب جاری ہین -

کہتے ہین کہ شکر کا زیادہ استعمال موتیا بند کی بیماری پیدا کرتا ہے ایک مینڈکون اور مچھلیون کے تالاب مین شکر گھول کر اس کا تجربہ کیا گیا ہے

تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ امراض شش کے بیمارون کو پہاڑ کی ہوا جس قدر نفع دیتی ہے اسیقدر چونہ والے پہاڑون کی ہوا بھی نفع دیتی ہے -

پیرس کے ڈاکٹر گاریل نے بجلی اور مقناطیس سے ایک آلہ ایجاد کیا ہے کہ اگر انسان کوئی چیز نگل جاوے تو اس کے ذریعے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ چیز کس جگہ ہے اور پھر نکال لی جاتی ہے

لندن کا اخبار سنیٹ کہتا ہے کہ دانت کے درد سے آنکھون کو بھی نقصان پہونچتا ہے -

اطلاع میان غلام رسول احمدی حجام امرتسر قلعہ بھنگیان مین رہتا ہے اور قسم قسم کے کھانے پکانے مین خوب ہوشیار اور تجربہ کار ہے - امرتسر کے ... نے اس کو اذیت پہنچانے کے لئے ... کو منع کردیا ہے کہ اس سے کوئی کھانا نہ پکوائے پس ہماری جماعت مین جس شخص کو کسی مبارک تقریب پر کھانا پکوانے کی ضرورت ہو تو وہ اس کو بلائے ... بھی اچھا ہوگا اور ثواب بھی

انوار احمدیہ پریس قادیان مین باہتمام ... محبوب علی صاحب ... مالک و ایڈیٹر کے چھپکر شائع ہوا